ہفت روزہ

خدام الدین لاہور

بیادگار

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رح

شیرانوالہ دروازہ لاہور

۱۲ ربیع الثانی ۱۳۸۴ھ
۲۱ اگست ۱۹۶۴ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ◎ لاہور

ہدیہ ۲۵ پیسے

آسان وظائف

نیند کی تیاری

حضرت ابی الازہر الانماری رضؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رات کو جب اپنے بستر پر لیٹتے تو فرماتے تھے۔ بِسْمِ اللّٰہِ وَضَعْتُ جَنْبِیْ لِلّٰہِ

ترجمہ:۔ اللہ کے نام کے ساتھ اللہ کے لئے لیٹنے لگا ہوں۔

حضرت حفصہ رضؓ سے روایت ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سونے کا ارادہ فرماتے تو اپنا داہنا ہاتھ رخسارہ مبارک کے نیچے رکھتے پھر تین بار فرماتے اَللّٰھُمَّ قِنِیْ عَذَابَکَ یَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَکَ۔

ترجمہ: اے اللہ مجھے اپنے عذاب سے بچا جس دن تو اپنے بندوں کو اٹھائے۔

سوکر اُٹھنا

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رات کو نیند سے بیدار ہوتے وقت فرماتے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْہِ النُّشُوْرُ۔

ترجمہ:۔ سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جس نے ہمیں مارنے کے بعد زندہ کیا ہے اور اسی کی طرف اُٹھنا ہے۔

گھر سے نکلنا

حضرت انس رضؓ سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی شخص اپنے گھر سے نکلے اور پڑھے۔ بِسْمِ اللّٰہِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ

ترجمہ:۔ اللہ کے نام سے میں نکلا ہوں اور اللہ پر بھروسہ کرتا ہوں۔ اللہ کی مدد کے بغیر گناہ سے رُکنے اور نیکی کرنے کی توفیق نہیں ہے۔) اس لئے کہا جاتا ہے کہ تو ہدایت کیا گیا اور کفایت کیا گیا اور حفاظت کیا گیا۔ اس سے شیطان کنارہ کشی اختیار کرتا ہے اس کو دوسرا شیطان کہتا ہے اس شخص پر تیرا کیا قابو چلے گا جو ہدایت کفایت اور حفاظت کیا گیا ہو (مشکوٰۃ)

مسجد میں داخل ہونا

حضرت فاطمہ رضؓ سے روایت ہے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب مسجد میں داخل ہوتے تو فرماتے۔ بِسْمِ اللّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ رَبِّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ۔

ترجمہ:۔ اللہ کے نام کے ساتھ میں داخل ہوتا ہوں۔ درود و سلام ہوں رسول اللہ پر۔ اے میرے پروردگار میرے گناہ بخش دے اور میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔

صبح کی دُعا

حضرت ام سلمہ رضؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فجر کے بعد فرماتے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ عِلْمًا نَافِعًا وَّعَمَلًا مُتَقَبَّلًا وَّرِزْقًا طَیِّبًا۔

ترجمہ:۔ اے اللہ میں تجھ سے نفع دینے والا علم۔ مقبول عمل اور پاکیزہ روزی مانگتا ہوں۔

وظیفہ صبح وشام

حضرت ابان بن عثمان رضؓ سے روایت ہے کہا کہ انہوں نے اپنے والد سے سُنا کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی ایسا بندہ نہیں ہے جو ہر دن کی صبح کو اور ہر رات کی شام کو تین بار یہ دُعا پڑھے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِہٖ شَیْئٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔

ترجمہ:۔ اللہ کے نام کے ساتھ شروع کرتا ہوں کہ اس کے نام کے ساتھ کوئی چیز بھی زمین اور آسمان میں ضرر نہیں پہنچاتی اور وہ سب سنتا اور جانتا ہے۔)

اور اس کو کوئی چیز ضرر پہنچائے یعنی ان کلمات طیبات کی برکت سے کوئی چیز ضرر نہیں کرتی پھر حضرت ابان رضؓ پر فالج کا کچھ اثر ہوا تو ایک شخص ان کی طرف دیکھنے لگا تب حضرت ابان رضؓ نے اس کو کہا کہ تو میری طرف کیا دیکھتا ہے۔ خبردار بے شک اس حدیث کی تاثیر ویسی ہی ہے جیسا کہ میں نے تجھ سے بیان کیا لیکن میں اُس دن اس کو نہ پڑھ سکا۔ تاکہ اللہ تعالیٰ مجھ پر تقدیر جاری کرے۔ (ترمذی ابن ماجہ ابوداؤد مشکوٰۃ)

نوادرات

حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص صبح اور شام کو یہ پڑھے۔ اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّآمَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ۔

ترجمہ: میں اللہ تعالیٰ کے تمام کلمات سے اس کی تمام مخلوق کی برائی سے پناہ پکڑتا ہوں، تو اسے کوئی چیز ضرر نہیں پہنچائے گی۔

سید الاستغفار

حضرت شداد ابن اوس رضؓ سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سید الاستغفار یہ ہے کہ تو کہے۔ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا عَبْدُکَ وَاَنَا عَلٰی عَھْدِکَ وَوَعْدِکَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَکَ بِنِعْمَتِکَ عَلَیَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْلِیْ فَاِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ۔

ترجمہ:۔ اے اللہ تو میرا پروردگار ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے تو نے مجھے پیدا کیا اور میں تیرا بندہ ہوں اور اپنی توفیق کے مطابق تیرے عہد اور وعدہ پر قائم ہوں۔ جو گناہ میں نے کئے اُن کی بُرائی سے بچنے کے لئے تیری پناہ میں آتا ہوں۔ تیری نعمتیں جو مجھ پر ہیں ان کا اقرار کرتا ہوں اور جو گناہ ہوتے ہیں ان کا بھی اقرار کرتا ہوں تو مجھے بخش دے کیوں کہ تیرے سوا کوئی نہیں بخش سکتا۔) اور فرمایا جو شخص یقین کرکے یہ کلمات دن کو کہے پھر اُسی دن شام سے پہلے مرجائے تو بہشتی ہوگا اور جو شخص یقین کرکے یہ کلمات رات کو کہے پھر صبح ہونے سے پہلے مرجائے تو وہ بھی بہشتی ہوگا۔

شیطان کا سچ

حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کے فطرانے کی نگہبانی پر مقرر فرمایا پھر ایک شخص آیا اور دونوں ہاتھوں سے غلہ لینے لگا۔ میں نے اُس کو پکڑ لیا اور کہا کہ میں تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے جاؤں گا کہنے لگا میں بہت مفلس اور عیالدار اور سخت محتاج ہوں اس پر میں نے اُس کو چھوڑ دیا۔ صبح کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے دریافت فرمایا۔ اے ابوہریرہ رضؓ آج رات کو تیرے قیدی نے کیا کیا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس نے سخت محتاجی اور عیالداری بیان کی لہذا میں نے اس پر رحم کرتے ہوئے چھوڑ دیا۔ حضورؐ نے فرمایا خبردار رہو اس نے تجھ سے جھوٹ کہا اور اب پھر آوے گا حضورؐ کے اس فرمان پر میں نے سمجھا کہ وہ پھر آئے گا اس لئے اس کا منتظر رہا اور وہ آکر غلہ لینے لگا میں نے اس کو پکڑ لیا اور کہا کہ تجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لیجاؤنگا اس نے کہا میں بہت محتاج اور عیالدار ہوں مجھے چھوڑ دے پھر نہ آؤں گا میں نے رحم کرتے ہوئے پھر چھوڑ دیا۔ صبح کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا اے ابوہریرہ رضؓ تیرے قیدی نے کیا کیا میں نے عرض کیا کہ اس نے اپنی محتاجی اور عیالداری بیان کی تو میں نے رحم کرکے اس کو چھوڑ دیا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس نے جھوٹ بولا اور پھر آئے گا میں منتظر رہا۔ پھر آیا اور غلہ لیتا تھا کہ میں پکڑ لیا اور کہا کہ تجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے جاؤں گا اور یہ تیسری بار تو کہہ رہا ہے کہ میں نہ آؤں گا اور پھر آتا ہے کہنے لگا مجھے چھوڑ دے میں تجھے وہ کلمے سکھاتا ہوں اللہ تعالیٰ ان کلمات کی برکت سے تجھے فائدہ دے گا وہ یہ کہ جب تو اپنے بچھونے پر آئے تو پوری آیت الکرسی پڑھ پھر ہمیشہ تجھ پر اللہ کی طرف سے ایک محافظ رہے گا اور تیرے پاس صبح تک شیطان نہ آئے گا اس پر میں نے اُسے چھوڑ دیا۔ پھر صبح کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ تیرے قیدی نے کیا کیا میں نے عرض کیا کہ اس نے کہا کہ تجھے کچھ کلمے سکھاتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ اُن کی برکت سے تجھے فائدہ دے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے

باقی بر صفحہ ۱۲

ہفت روزہ



ایڈیٹر
مناظر حسین نظر

فون نمبر: ۶۷۵۴۵

سالانہ چندہ
گیارہ روپے
ششماہی
چھ روپے

جلد ۱۰ | ۱۲ ربیع الثانی ۱۳۸۴ھ بمطابق ۲۱ اگست ۱۹۶۴ء | شمارہ ۱۵

ایشیا جنگ کے دہانے پر کھڑا ہے

دنیا اس وقت ناقابل اطمینان حالات سے دوچار ہے۔ حریف طاقتوں کے معاملات سلجھنے کے بجائے زیادہ الجھتے جا رہے ہیں۔ امریکہ اور چین، ہندوستان اور پاکستان، انڈونیشیا اور ملیشیا کے تعلقات نازک ہوتے جا رہے ہیں۔ روس تماشائی کا کردار ادا کر رہا ہے مگر جنگ کی صورت میں اسے رائے عامہ سے مجبور ہو کر کمیونسٹ بلاک کا ساتھ دینا ہی پڑے گا ورنہ وہ اپنی ساکھ قطعی طور پر گنوا بیٹھے گا۔ چنانچہ اگرچہ وہ چین کا رقیب ہے لیکن اسے بھی جنگ کا ایک فریق سمجھنا چاہیئے تاہم زیادہ جھگڑا چین اور امریکہ کے درمیان ہے۔ لاؤس جنگ کے دہانے پر کھڑا ہے۔ ویٹ نام کے معاملات میں امریکہ نے پوری طرح مداخلت شروع کر دی ہے اور وہاں محدود پیمانہ پر جنگ جاری ہے۔ امریکہ اور چین دونوں ایک دوسرے کو جنگ کی دھمکی دے رہے ہیں اور دنیا میں کوئی ایسی طاقت یا ادارہ نہیں جو اپنا اثر ڈال کر حالات کا دھارا بدل سکے اور جنگ کے امکانات کو ختم کر دے۔ بڑی طاقتیں خود آپس میں الجھنا چاہتی ہیں اور چھوٹی طاقتوں کو آکٹ کار بنا کر متصادم ہونے پر اکساتی ہیں۔ بڑی طاقتیں بجائے اس کے کہ عالمی امن کے مسئلہ کو اپنے ہاتھ میں لیں۔ جنگ کے امکانات کو ختم کریں اور امن و امان کی فضا بحال کرنے کی سعی کریں دوسری طاقتوں کو ہتھیار اور سامانِ حرب دے کر اپنا اُلو سیدھا کرنا چاہتی ہیں ہندوستان اور پاکستان ایک دوسرے کے مقابل کھڑے ہیں لیکن امریکہ اور روس باقاعدہ سامان حرب سپلائی کر رہے ہیں حالانکہ کون نہیں جانتا کہ اگر یہ دونوں طاقتیں آپس میں ٹکرا گئیں تو نہ صرف یہ کہ ایشیا میں جنگ کے شعلے بھڑک اٹھیں گے بلکہ ان دونوں کی جنگ عالمی جنگ کا پیش خیمہ ثابت ہوگی اور امن عالم تباہ و برباد ہو کر رہ جائے گا۔ اسی طرح انڈونیشیا اور ملیشیا میں اگر جنگ چھڑ گئی تو وہ بھی عالمی جنگ کا چولا بدل لے گی۔ بڑی طاقتوں کا فرض تھا کہ وہ ان ممالک کے درمیان مصالحت کراتے۔ ان کے باہمی جھگڑے خیر و خوبی سے سلجھاتے اور حق و انصاف کے دامن کو تھام کر ان ممالک کی تسلی کراتے لیکن روس اور امریکہ دونوں ہندوستان کی پشت پناہی کر رہے ہیں امریکہ پاکستان سے کئے گئے تمام وعدوں سے منحرف ہو چکا ہے اور صرف اپنا اُلو سیدھا کرنے کی فکر میں گھلا جا رہا ہے چنانچہ پاکستان نے اس صورت حال کا مقابلہ کرنے کے لئے چین سے دوستی کی پینگیں بڑھالی ہیں اور اس طرح نہایت مہذب طریقے سے امریکہ پر اپنے عدم اعتماد کا اظہار کر دیا ہے۔ انڈونیشیا اور ملیشیا کے معاملے میں روس نے انڈونیشیا روس نے انڈونیشیا پر ہاتھ رکھ دیا ہے اور اسے ملیشیا سے جنگ کرنے کے لئے مسلح کر رہا ہے اور برطانیہ ملیشیا کی امداد پر تُلا ہوا ہے۔ آخر روس کو کیا ضرورت ہے کہ انڈونیشیا کو ملیشیا کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار کرے اور برطانیہ کو کیا پڑی ہے کہ وہ ملیشیا کی پشت پناہی کرے اور اس طرح دونوں ممالک کے نزاع کے پھڈے میں اپنی ٹانگ اڑاتے؟ یہ تمام صورت حال اس امر کی غمازی کرتی ہے کہ ہر حکومت اپنے مفاد میں خطرناک سے خطرناک قدم اٹھانے کے لئے تیار ہے۔

ہندوستان اپنی ہٹ پر قائم ہے اور وہ پاکستان کو اس کا جائز حق دینے کے لئے تیار نہیں ہمسایہ ممالک میں سے کوئی ملک بھی ہندوستان سے خوش نہیں۔ ہر ملک اس کی نیت پر شبہ رکھتا ہے حتیٰ کہ کولمبو، نیپال اور برما تک کا رجحان چین کی طرف ہے اور وہ ہندوستان کی دست درازیوں سے شاکی ہیں۔ ان حالات میں اگر ہندوستان نے اپنی نیت کو درست نہ کیا اور پاکستان سے خاطر خواہ تصفیہ نہ کیا تو اس کے کیا نتائج ہوں گے۔ ہندوستان کو اس سے خبردار رہنا چاہیے۔ ایشیا کا امن ہندوستان کی نیت دیکھ رہا ہے۔

قبرص پر ترکی جہازوں کی بمباری

آخر ترکی گورنمنٹ کا پیمانۂ صبر چھلک اٹھا اور اس نے قبرصی ترکوں کو قتل عام سے بچانے کے لئے عملی کارروائی شروع کر ہی دی۔ اخبارات کی خبروں سے ظاہر ہے کہ ترکی کے بمبار جہازوں نے ان یونانیوں کا قلع قمع کر دیا ہے جو ترکی باشندوں کے دیہات پر حملہ کرنے کی تیاریوں میں مصروف تھے۔ ہمارے خیال میں ترکی گورنمنٹ اگر یہ اقدام پہلے ہی کر دیتی تو قبرص کے ترک باشندے بہت حد تک یونانیوں کے لرزہ خیز مظالم سے نجات پا جاتے اور انہیں ہمت ہی نہ ہوتی کہ وہ ترکوں کو تباہی کے گھاٹ اتار سکیں۔ بہرحال ترکی کا یہ اقدام اس وقت بھی غیر مستحسن نہیں۔ کیونکہ یونانیوں کا پروگرام یہ تھا۔ کہ قبرصی ترکوں کی نسل کشی کر دی جائے حالات شاہد ہیں کہ اس خوفناک ارادہ کو ناکام بنانے کے لئے متحدہ اقوام کی امن فوج کو قبرص بھیجا گیا مگر وہ ترک باشندوں کا تحفظ کرنے میں ناکام رہی، اور یونانیوں کو ان کی درندگی سے باز نہ رکھ سکی۔ بالآخر ترکی بمبار طیارے حرکت میں آئے اور انہوں نے حالات پر قابو پایا۔ ترکی گورنمنٹ نے اپنی پوزیشن کی وضاحت کرتے ہوئے صاف الفاظ میں اعلان کیا ہے کہ یہ بمباری محض اس لئے کی گئی ہے کہ یونانیوں نے تین ترک دیہات پر حملہ کر کے ان پر قبضہ کر لیا تھا۔ امریکہ بھی ترکوں کی بعض شکایات کو بجا تصور کرتا ہے پھر یہ صحیح بھی ہے کہ قبرصی یونانیوں نے واقعی ترکوں کے تین دیہات پر قبضہ کر لیا ہے لیکن اس کے باوجود امریکہ سوچتا ہے کہ ترکوں اور یونانیوں کے درمیان مصالحت ہو جائے گی۔ اور اسی وجہ سے اس نے اس سلسلے میں کوئی اقدام نہیں کیا اور نہ ہی بحیرۂ روم میں اپنے چھٹے بحری بیڑے کو نقل و حرکت کی کوئی ہدایت کی ہے۔

جہاں تک ترکی گورنمنٹ کے بمباری اقدام کا تعلق ہے ہمیں اس سے کوئی تعجب نہیں ہوا، بلکہ حیرت اس بات سے ہوئی ہے کہ ترکی نے اس قدر تاخیر سے کیوں کام لیا؟ قبرص میں صدر میکاریوس اور حکومت یونان کی شہ پر قبرصی ترکوں کی نسل کشی کی جو مہم جاری ہے حکومت ترکی کا اس پر خاموش رہنا اور کوئی عملی اقدام نہ کرنا ہمارے لئے اچنبا خیز تھا۔ آخر درندگی کی کوئی حد ہوتی ہے یونانی درندوں نے قبرصی ترکوں کی نہ عورتوں پر رحم کھایا۔ اور نہ ہی انہوں نے ان کے معصوم بچوں کو بخشا۔ ترکی حکومت سوچتی رہی کہ صدر میکاریوس کو شاید اب بھی ہوش آ جائے اور اس کی درندگی کا نشہ اتر جائے لیکن ترکوں کے قتل عام کی رفتار تیز ہی ہوتی رہی۔ اور یونانیوں کی خوئے درندگی میں اضافہ ہی ہوتا رہا۔ ہمیں علم ہے کہ اگر امریکہ آڑے نہ آتا تو ترکی گورنمنٹ طاقت استعمال کر کے حملہ آوروں کا زور کبھی کا توڑ دیتے اور ان کا نشہ ہرن ہو جاتا مگر یہ انتظار بے سود رہا۔ آخر جب ترکی نے یہ دیکھا کہ نہ تو امریکہ کی اپیل ہی یونانیوں پر کارگر ہوتی ہے اور نہ متحدہ اقوام کی فوج ہی ترکوں کی نسل کشی کو رکوا سکتی ہے تو اس کی غیرت جوش میں آگئی اور اس نے پولیس ایکشن کے لئے قدم اٹھانا ضروری سمجھا۔ صدر ترکی نے صاف اعلان کر دیا ہے کہ جب تک قبرص میں

باقی بر صفحہ ۱۸

۴/ ربیع الثانی ۱۳۸۴ھ مطابق ۱۳/ اگست ۱۹۶۴ء

تقوٰی اور پرہیزگاری

مجلسِ ذکر

حضرت مولانا عبید اللہ انور مد ظلہ العالی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

الحمد للہ وکفٰی وسلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی ۔ اما بعد ۔

اللہ تعالٰے کا فضل و احسان ہے کہ اپنے در پر لاکر اپنی یاد کی توفیق عطا فرمائی ۔ کئی ہمارے مسلمان بھائی اس وقت لغو وبیہودہ کاموں میں اپنا وقت صرف کر رہے ہوں گے اللہ تعالٰے سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو اپنی کمزوریاں دور کرنے اور تقوٰی و پرہیزگاری اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے قرآن مجید میں پہلے پارہ میں اللہ تعالٰے ارشاد فرماتے ہیں ۔

الٓمٓ ذٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ ۔ یہ قرآن مجید ہے اس میں کوئی شک نہیں ہدایت ہے متقیوں اور ڈرنے والوں کے لئے اگلی آیات میں متقیوں کی نشانیاں فرماتے ہیں ۔

(۱) اَلَّذِينَ يؤمنون بالغيب :- جو ایمان لاتے ہیں غیب پر یعنی جو بن دیکھے اللہ پر آخرت پر ایمان لاتے ہیں یہودیوں کی طرح نہیں کہ ۔ لن نؤمن حتی نری اللہ جهرة ۔ کہ ہم ہرگز ایمان نہ لائیں گے ۔ جب تک اللہ کو دیکھ نہ لیں ۔

(۲) ویقیمون الصلوٰۃ :- اور نماز کو قائم کرتے ہیں یعنی ایمان باللہ اور ایمان بالآخرت کا عملی ثبوت پیش کرتے ہیں ۔ اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہوکر اس کی نعمتوں کا شکر بجا لاتے ہیں ۔ اس کے سامنے روزانہ پانچ وقت گڑگڑاتے ہیں ۔ اپنی ہر مصیبت میں اسی سے مدد طلب کرتے ہیں ۔ اس کے سوا کسی اور کے در پر نہیں جاتے ۔ اور نہ ہی کسی کے آگے سجدہ کرتے ہیں ۔ اپنی حاجات اور مشکلات کو فقط اسی کے آگے پیش کرتے ہیں ۔ یہ متقین کی دوسری صفت ہے ۔ (۳) ومما رزقنٰهم ينفقون ! اور جو ہم نے ان کو رزق دیا ہے ۔ اس میں سے خرچ کرتے ہیں ۔ یعنی اللہ کی راہ میں اپنی عزت ، آبرو ، اولاد اور مال خرچ کرتے ہیں ۔ آنکھیں کان ، ہاتھ پاؤں سب نعمتیں اور طاقتیں اللہ تعالٰی ہی کی عنایت کردہ ہیں متقی لوگ ان سب طاقتوں کو اللہ کی مرضی کے مطابق استعمال کرتے ہیں ۔

جس ذات نے یہ نعمتیں اور قوتیں ہمیں عنایت کی ہیں ۔ ان کو چھین بھی سکتا ہے اس لئے ہم مسلمانوں کو چاہیئے ۔ کہ ہم ہر حال میں اللہ سے ڈرتے رہیں اس کی رضا کے لئے ہاتھ پاؤں آنکھ کان وغیرہ استعمال کریں ۔

(۴) الذین یؤمنون بما انزل الیك ۔ جو اس پر ایمان لاتے ہیں ۔ جو آپ پر نازل کیا گیا ۔ یعنی قرآن وحدیث کو برحق اور سچا سمجھتے ہیں ۔ وحی جلی ہو یا وحی خفی وحی متلو ہو یا وحی غیر متلو دونوں پر پکا ایمان ویقین رکھتے ہیں ۔ اللہ تعالٰے اور اس کے رسول کے ہر حکم کو دل وجان سے تسلیم کرتے ہیں ۔ اگر کوئی حدیث کا انکار کرے ۔ تو وہ کافر ہے حضرت رح فرمایا کرتے کہ منکر حدیث منکر قرآن ہے منکر قرآن خارج از اسلام ہے یعنی بے ایمان ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب حیات تھے ۔ اس وقت حدیث کی ضرورت نہ تھی ۔ کیونکہ آپ مسلمانوں میں بذات خود موجود تھے ۔ لیکن حضور کی وفات کے بعد آپ کے احکامات و ارشادات جو کہ قرآن کی تشریح ہیں ۔ اور آپ کا ۲۳ سالہ عملی پروگرام قیامت تک کے مسلمانوں کے لئے اسوۂ حسنہ ہے ۔ حدیث کا انکار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عملی نمونہ کو اپنانے سے انکار ہے جب تک ہم مسلمان حضور کے ارشادات اور عملی نمونہ کو اپنے لئے مشعل راہ نہ بنائیں گے اس وقت تک نہ ہم دنیا میں کامیاب ہوں گے اور نہ آخرت میں ۔

(۵) وما انزل من قبلك :- اور جو اس پر ایمان لاتے ہیں ۔ جو آپ سے پہلے نازل کیا گیا یعنی انبیا سابقین اور جو کچھ ان پر اللہ تعالٰے کی طرف سے نازل ہوا اس پر ایمان لاتے ہیں ۔ کہ وہ برحق اور سچا تھا ۔

(۶) وبالآخرة هم يوقنون :- اور آخرت کے دن پر یقین رکھتے ہیں ۔

حضرت رح فرمایا کرتے تھے کہ اللہ اور اللہ کے رسول کے سارے احکامات (قرآن وحدیث) کو دل سے سچا اور برحق ماننا ایمان ہے اور ان کو مان کر عملی جامہ پہنانا اسلام ہے ۔

جو اللہ اور اس کے رسول کے احکامات کو مانتا ہے اور پھر عملی طور پر جتنی اس کی مخالفت کرتا ہے یعنی رشوت لیتا ہے دھوکہ فریب بازی کرتا ہے ۔ ہو جاتا ہے اس کے اسلام میں اتنی ہی کمی واقع ہو جاتی ہے ۔

جب اسلام مکمل ہو جائے تو اس کے بعد تقوٰی کا درجہ آتا ہے ۔ یعنی پانچ وقت نماز فرض کو ادا کرنے کے بعد رات کو اٹھ کر تہجد کی نماز پڑھنا ۔ اشراق چاشت اور اوابین کے نوافل پڑھنا تقوٰی ہے ۔ زکوٰۃ دینا فرض ہے اس کے علاوہ اپنی گرہ سے اللہ کی راہ میں خرچ کرنا مسجد بنا دینا ۔ رضاء الٰہی کے لئے تقوٰی کی علامت ہے ۔ نماز کو نہایت خشوع خضوع کے ساتھ ادا کرنا تقوٰی کی نشانی ہے قرآن مجید ان متقیوں کے لیئے راہ ہدایت ہے ۔ جو اللہ اور اس کے رسول کے ہر حکم کو بے چون چراں مان کر عملی جامہ پہناتے ہیں ۔ افسوس ! آج مسلمان عملی طور پر اسلام سے بہت دور ہیں ۔ نماز فرض ادا کرتے نہیں ۔ زکوٰۃ فرض ہونے کے باوجود دیتے نہیں ۔ اور ناموری ۔ دکھاوے کے لئے بے جا اسراف کرتے ہیں ۔ جیسے کہ پچھلے دنوں عید میلاد النبی کے موقعہ پر مسلمان نے لاکھوں روپیہ جھنڈیوں چراغاں اور جلوسوں کی نظر کر دیا ۔

کیا ہی اچھا ہوتا ! اگر یہی روپیہ تبلیغی پروگرام کے لئے خرچ کیا جاتا ۔ اس سے یتیموں اور بیواؤں کی امداد کی جاتی ۔ لیکن جو ان کی غلط کاریوں سے متنبہ کرے ۔ ان کو صحیح راہ دکھائے وہ وہابی بے ایمان اور جو جھوٹے پیر اور ان کی ہاں میں ہاں ملائے ۔ بڑھ چڑھ کر جلوسوں اور من گھڑت رسومات وخرافات میں حصہ لے وہ پکا مسلمان اور عاشق رسول ؐ ۔ چاہے اسے کلمہ صحیح پڑھنا نہ آتا ہو اور نماز کے قریب جانے کی توفیق نہ ہوئی ہو ۔

حضرات ! ان حالات میں ہم پر فرض ہے کہ ہم اس پنجابی اور من گھڑت اسلام اور خرافات کا ڈٹ کر مقابلہ کریں ۔ اپنی کمزوریوں کو دور کریں ۔ اور اپنے غلط کار بھائیوں کو اخلاق کے ساتھ سمجھائیں ۔ آج تبلیغ کی سخت ضرورت ہے اور اس وقت کا مشن ہی تبلیغ ہے ۔ کنتم خیر امة اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنهون عن المنكر مسلمانوں میں محبت رسول کا جذبہ ضرور موجود ہے لیکن اس کے اظہار کا طریقہ بالکل غلط ہے ۔ اگر لغو وبیہودہ کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ۔ اور بے جا اسراف کرنا اور نہ نماز کی پرواہ نہ زکوٰۃ کی ادائیگی اور نہ آخرت کا فکر ۔ اسلام ہے تو پھر کفر کس چیز کا نام ہے ہم کو چاہیئے کہ بھولے بھٹکے مسلمانوں کو سیدھی راہ پر لائیں ۔ اس وقت گونگے شیطان بننا خطرناک ہے اللہ کے عذاب میں چپ رہنے والے بھی مبتلا ہو جایا کرتے ہیں اللہ ہم سب کو اپنی کمزوریاں دور کرنے اور تقوٰی و پرہیزگاری اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین ۔

جانشین شیخ التفسیر کا پروگرام

جمعہ ! ۲۱ اگست بذریعہ تیز گام عازم ملتان ہوں گے ۔ بعد از نماز عشا ، قلعہ کہنہ ملتان میں حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ کی یاد میں منعقد ہونے والے اجلاس سے خطاب فرمائینگے ۔

ہفتہ ۔ ۲۲ اگست بذریعہ تیزرو ۸½ بجے لاہور پہنچیں گے ۔

سوموار ! ۲۴ اگست بذریعہ تیز گام عازم سوہدرہ ہوں گے ۔

منگل وار ۔ لاہور تشریف لائیں گے ۔ (حاجی) بشیر احمد

خطبہ جمعہ ۵ ربیع الثانی ۱۳۸۴ھ بمطابق ۱۴/ اگست ۱۹۶۴ء

بے حیائی پھیلانے والے دُنیا میں بھی عذاب میں گرفتار ہونگے

اور

آخرت میں بھی جہنم کا ایندھن بنیں گے

حضرت مولینا عبید اللہ انور مدظلہ العالی

الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرّجیم۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِیْعَ الْفَاحِشَۃُ فِی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَۃِ ؕ وَاللّٰہُ یَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝

ترجمہ:۔ بے شک جو لوگ چاہتے ہیں کہ ایمانداروں میں بدکاری کا چرچا ہو ان کے لئے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے۔ اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

بزرگانِ محترم!

حق تعالےٰ شانہٗ نے آیت مذکورہ میں صاف اعلان فرمایا ہے کہ بے حیائی کی باتیں پھیلانے والے اور بے شرمی و بے غیرتی کو فروغ دینے والے دنیا میں بھی ذلیل و خوار ہوں گے اور آخرت میں بھی جہنم کا ایندھن بنیں گے۔ اور بے حیائی و بے شرمی کس قدر بڑا فتنہ ہے حق تعالیٰ شانہٗ ہی جانتے ہیں لیکن دنیا کے حالات کچھ ایسے ہو گئے ہیں کہ ہر طرف بے حیائی و بے شرمی کو ہی فروغ ہو رہا ہے۔ جس سمت نگاہ اٹھا کر دیکھو بے حیائی و بے غیرتی کا منظر سامنے ہوگا۔ اور فتنوں کا ایک جہان آباد نظر آئیگا

چار قسم کے فتنے بہت ہی بڑے ہیں یعنی فتنۂ زبان۔ فتنۂ زر۔ فتنۂ زمین اور فتنۂ زن لیکن فتنۂ زن ان میں سب سے زیادہ خوفناک ہے۔ قرآن حکیم نے ان چاروں قسم کے فتنوں سے بچنے کی تلقین کی ہے۔ غیبت، طعن و تشنیع، استہزاء، بُرے ناموں سے پکارنا، گالیاں دینا۔ ترشروئی سے بات کرنا، تلخی سے جواب دینا۔ عیب چینی کرنا وغیرہ زبان کے فتنے ہیں۔ قرآن وحدیث میں ان کی سخت مذمت کی گئی ہے اور مسلمانوں کو ان سے دور رہنے کی پرزور ہدایت کی گئی ہے خیانت وغبن، رشوت، چوربازاری، مالی ہیر پھیر، کم تولنا، یتیموں کا مال کھانا، کسی کا حق غصب کرنا، ناحق اور ناجائز مال کھانا اور معاملات ومقدمات کو عدالتوں میں لے جانا، دوسروں کو مال اور زمین کی بناء پر حقیر سمجھنا زر و زمین کے فتنے ہیں۔ قرآن حکیم نے مسلمانوں کو ان سے بھی بچنے کی بھی پرزور تلقین کی ہے اور اس کے متعلق سخت وعیدیں سنائی ہیں۔ بے حیائی، عریانی، بے پردگی، کسی کی بہو بیٹی کو چھیڑنا، کسی کی بہن بیوی پر تہمت لگانا، کسی عورت سے مذاق کرنا کسی لڑکی کو اغوا کر لینا فتنۂ زن میں شمار ہوتے ہیں اور چونکہ ان کا تعلق انسانی ننگ وناموس سے ہے اور انسان اس معاملہ میں نہایت ذکی الحس واقع ہوا ہے اس لئے یہ نہایت فتنہ خیز اور خوفناک ہیں۔ کون نہیں جانتا کہ جب انسان کے آئینۂ غیرت کو ٹھیس لگتی ہے تو وہ بھڑک اٹھتا ہے اور نتائج سے بے پرواہ ہو کر وہ کچھ کر گزرتا ہے جس کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا۔

یہی وجہ ہے کہ اسلام نے دینِ فطرت ہونے کے باعث زنا کی سزا بھی سخت سے سخت رکھی ہے اور اس کے محرکات تک سے دُور رہنے کی ہدایت کی ہے خدائے اسلام نے یہی نہیں فرمایا کہ زنا نہ کرو بلکہ یہ فرمان جاری کیا ہے کہ

لاتقربوا الزنا

زنا کے قریب بھی نہ جاؤ۔ مطلب یہ ہے کہ زنا کے محرکات تک سے بچو۔ پھر زنا کی سزا یہ مقرر فرمائی کہ زانی کو ہجوم عام میں سنگسار کیا جائے۔ یعنی پتھر برسا کر مار ڈالا جائے اور اس پر قطعی رحم نہ کیا جائے۔ یہاں تک کہ زنا کے معاملہ میں رضامندی کی صورت میں بھی دونوں کو سنگسار کر دیا جائے اور ان کے ساتھ کوئی رعایت نہ برتی جائے۔

جان اور آبرو،

محترم حضرات! اسلام نے جان کے معاملہ سے بھی زیادہ آبرو کے معاملہ کو سخت رکھا ہے قاتل کے لئے تو اتنی رعایت بھی ہے کہ اگر مقتول کے ورثاء اسے معاف کر دیں یا خون بہا پر راضی ہو جائیں تو اس کی جان بچ سکتی ہے۔ مگر زنا میں اس کی کوئی رعایت نہیں۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ لوگوں کو عبرت ہو اور کوئی اس گناہ کے قریب بھی نہ پھٹکے۔ آج زنا کی جو کثرت ہے اس کی یہی وجہ ہے کہ اوّل تو رضامندانہ زنا قانوناً جرم نہیں۔ دوسرے مقدمات کی نوعیت ایسی ہے کہ لوگ اپنی رسوائی کے باعث عدالتوں میں جانا پسند نہیں کرتے۔

اللہ مہربان ہے

چونکہ زنا کی سزا نہایت لرزہ خیز ہے اور حق تعالےٰ شانہٗ نہایت مہربان ہے اس لئے اس نے نہایت محتاط طریق پر زنا کے محرکات وعوامل کے انسداد کی بھی پوری سعی کی تاکہ کوئی اس کا ارتکاب ہی نہ کر سکے۔ اور جذبات میں ہیجان ہی نہ پیدا ہو۔ ظاہر ہے عورت و مرد کے اندر ایک زبردست کشش رکھی گئی ہے۔ اور جب ہیجان غالب ہوتا ہے تو انسان کی دو تہائی عقل جاتی رہتی ہے۔ اس میں خدا کی حکمت ہے کہ اگر یہ جذبہ اتنا بے پناہ نہ ہوتا تو دنیا میں کون اہلی اور عائلی مصائب اور خرخشے خریدنے پر تیار ہوتا۔؟ کیوں عورت باربار وضع حمل۔ رضاعت اور اولاد کی پرورش کی تکالیف اٹھانے پر تیار ہوتی؟ اور کیوں مرد اپنی جان کو پریشانیوں میں ڈالتا۔؟

صورتِ نکاح

یہ اسی بے پناہ جنسی جذبہ کی کارروائی ہے کہ عورت و مرد مل کر زندگی بسر کرنے پر مجبور ہیں فطری خواہش کے مطابق عورت و مرد کی یکجائی تو ضروری تھی ہی اس سے کوئی بچ ہی نہ سکتا تھا۔ ناجائز طریق میں صد ہزار خرابیاں تھیں۔ چنانچہ صحیح اور جائز صورت نکاح پیدا کی۔ یہ صورت نہ ہوتی تو اولاد کس کی تسلیم کی جاتی۔؟ کون اس کی پرورش پر تیار ہوتا؟ اور عورت اپنی خلقی کمزوری کی بنا پر دورانِ حمل میں کس طرح اپنی معاش پیدا کر سکتی۔؟

آپ غور فرمائیے تو صاف پتہ چلے گا۔ کہ نکاح ہی سے تمدن ظہور پذیر ہوا۔ مکان بنے تاکہ مرد اس کے اندر عورت کو رکھ سکے۔ اولاد ہوئی تو اس کی تعلیم کے لئے اسکولوں اور کالجوں کی ضرورت داعی ہوئی اس کی فلاح و بہبود کے لئے اندوختہ رکھنے اور جائیداد پیدا کرنے کی فکر ہوئی۔ رشتہ داریاں قائم ہوئیں۔ اور اس طرح گلشنِ معاشرت میں بہار آگئی۔

پردہ کا حکم

قرآن نے زنا سے روکنے کے لئے "غضِ بصر" کا حکم مرد و عورت دونوں کو دیا اور حکم دیا کہ دونوں اپنی نظریں نیچی رکھیں۔ ایک دوسرے پر نظر نہ ڈالیں اور اپنی عفت و عصمت کی نگہداشت کریں۔

چونکہ ننگ وناموس کے معاملہ میں دونوں کو دخل ہوتا ہے اس لئے دونوں کے لئے جداگانہ مگر یکساں حکم دیے۔ پھر عورت کا معاملہ خاص ہے، اس کی ہر چیز، ہر ادا اور ہر عضو مرد کے لئے پرکشش ہے۔ اس کی رفتار میں رعنائی، اس کی گفتار میں مقناطیسیت، اس کے بالوں میں سحر اور اس کے سینہ پر ابھار ہوتا ہے۔ بالخصوص اس وقت جبکہ

اس نے بناؤ سنگار کیا ہو تو اور بھی قاتلِ ہوش و خرد بن جاتی ہے اور اس کے خلخال کی آواز مرد کے قلب میں ہیجان برپا کر دیتی ہے اس لئے غضِ بصر (نگاہیں نیچی کرنے) کے علاوہ مزید حکم دیا۔

وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ

یعنی عورتیں جہاں نیچی رکھیں وہاں اپنا سنگھار بھی کسی پر ظاہر نہ ہونے دیں۔ صرف وہی اعضا کُھلے رہیں تاکہ سینہ کا ابھار مخفی اور غیر نمایاں رہے۔ پاؤں دھمک کر بھی نہ چلیں۔

برادران عزیز!

نگاہیں نیچی ہوں گی تو اوّل تو نظر ہی نہ پڑے گی اور پڑ بھی گئی تو پُر کشش اعضاء اور زینتوں کے مقامات ڈھکے ہونے کی وجہ سے یہ نقصان رساں ثابت نہ ہو گی۔ آیت بہت جامع اور نفسیاتی پہلو سے بہت بلیغ ہے جس پر مستقل بیان ہو سکتا ہے لیکن یہاں صرف یہ کہنا مقصود ہے کہ ان احکام پر اگر پورا عمل کیا جائے۔ کسی کی کسی پر نظر نہ پڑے تو اس سے ہزار فتنوں اور بے حیائیوں کا استیصال ہو سکتا ہے۔ آپ دیکھ لیجئے، جن قوموں میں پردہ نہیں اُن میں زنا عام ہو چکا ہے اور بے حیائی اپنی حد کو پہنچ چکی ہے۔ یہاں بھی مغربی الحاد کی اندھیریوں اور مذہب سے بیگانگی نے مسلمانوں کے اخلاق کو بڑی حد تک ماؤف کر دیا ہے۔ پردہ محض نمائش اور برائے نام رہ گیا ہے۔ دوپٹے اوڑھے جاتے ہیں مگر اُن سے مقصود پورا نہیں ہوتا۔ اکثر یہی ہوتا ہے کہ دوپٹے سر و سینہ پر نہیں ٹھہرتے اور جن چیزوں کے چھپانے کا حکم تھا وہی خصوصیت کے ساتھ کھلی رہتی ہیں۔ پھر جو دُوپٹے اوڑھے جاتے ہیں وہ اتنے باریک ہوتے ہیں۔ کہ ان سے مقصد پورا نہیں ہوتا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اپنی بھتیجی کو باریک دوپٹہ پہنے ہوئے دیکھا تو برافروختہ ہو گئیں۔ جھپٹ کر اُسے پھاڑ دیا اور موٹا دوپٹہ اوڑھا دیا لیکن آج کل تو بعض فیشن زدہ عورتوں نے سرے سے پردہ کا تکلف ہی اڑا دیا ہے حالانکہ مسئلہ یہ ہے کہ اگر سر و سینہ کامل طور پر ڈھکے ہوئے نہ ہوں تو نماز ہی نہیں ہوتی۔

آج کسے بتایا جائے کہ قرآن حکیم نے زنا کے محرکات تک کو روکنے اور بے حیائی سے بچانے کے لئے کیا کیا احتیاطیں پیش کی ہیں۔ آج کون سمجھتا ہے کہ عورت کا تمام جسم ستر میں شامل ہے صرف پہنچوں تک ہاتھ اور ٹخنوں سے نیچے تک پاؤں اور چہرہ کھلا رہ سکتا ہے اور وہ بھی محارم کے سامنے لیکن اب کسی کو احساس ہی نہیں۔ آستین سکڑ کر کہنیوں تک، کہنیوں سے بازوؤں تک اور بازوؤں سے بغلوں تک پہنچ گئی ہیں۔ گریبان کھلتے کھلتے سینہ کی عریانیوں تک آ پہنچا ہے گریبان اور لمبی آستینوں کا تو رواج ہی معدوم ہو گیا ہے اور جو لباس پہنا جاتا ہے وہ اتنا باریک اور چست ہوتا ہے کہ اس میں جلد صاف جھلکتی ہے اور جسم کا ایک ایک عضو علیحدہ علیحدہ نظر آتا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پہلے ہی فرما چکے ہیں کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ عورتیں اگرچہ لباس پہنے ہوئے ہوں گی مگر پھر بھی برہنہ ہوں گی اور جو عورت ایسا لباس پہنے گی اُسے شدید عذاب دیا جائے گا۔ امراء کی عورتوں کے مقابلے میں غرباء کی عورتوں کا لباس بہت بہتر ہے کہ اس سے ستر قائم رہتا ہے۔

قرآن کریم نے حکم دیا تھا۔ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ۔ زمانہ جاہلیت کی طرح اپنا سنگھار نہ پھر و تیتریاں بنکر باہر نہ نکلو۔

لیکن آج یہ وباء عام ہو رہی ہے۔ حالانکہ حق تعالےٰ شانہٗ کی یہ وعید واضح طور پر موجود ہے کہ مسلمانوں میں جو لوگ بے حیائی کی باتیں پھیلاتے ہیں وہ دنیا و آخرت میں عذاب میں مبتلا ہوں گے۔

ہم دیکھ رہے ہیں کہ پہلے بھی بہت سی قومیں اسی پاداش میں تباہ ہو چکی ہیں اور مغربی ممالک پر جو آگ برس رہی ہے اور قہرِ الٰہی کی بجلیاں تڑپ رہی ہیں وہ بھی اسی کا نتیجہ ہیں کہ وہاں بے حیائی اور زنا عام ہو گیا ہے۔

مقام عبرت

اب جو لوگ عورتوں کی غیر شرعی آزادئ نسواں کے حامی ہیں ان پر واضح ہونا چاہیئے کہ انہیں آخرت میں جو عذاب دیا جائے گا وہ تو دیا ہی جائے گا دنیا میں بھی وہ اس سے نہ بچ سکیں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ جہاں جہاں بے حیائی اور حیا سوز فیشن پھیلے ہیں ان گھروں اور خاندانوں کی عافیت حرام ہو چکی ہے اور یہ عذاب بھی بہت بڑا عذاب ہے جس نے زندگیاں مبتلائے عذاب بنا کر رکھ دی ہیں۔

وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ وَمَا بَطَنَ

بے حیائی کے کاموں اور باتوں کے تو قریب ہی نہ پھٹکو خواہ وہ علانیہ ہوں یا خفیہ۔

کاش ان ارشاداتِ ربانیہ پر عمل کیا جائے تو کبھی کہیں فتنے پیدا نہ ہوں اور بے حیائی ناپید ہو جائے۔ وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ۔

بقیہ: آسان وظائف

فرمایا خبردار ہو اس نے تجھ سے بالکل سچ کہا ہے اور وہ ہے بڑا جھوٹا۔ تو جانتا ہے کہ تو نے تین رات کس سے کلام کیا ہے میں نے عرض کیا کہ نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ وہ شیطان ہے۔

آیۃ الکرسی

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ۗ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ۗ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۗ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ وَلَا یَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ۝

ترجمہ:- اللہ ہی ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ ہمیشہ زندہ ہے سب کو قائم رکھنے والا، نہ اُسے اُونگھ آتی ہے اور نہ نیند۔ جو آسمانوں میں ہے سب اُسی کا ہے اور جو کچھ زمین میں ہے کون ہے وہ جو اس کے ہاں سفارش کرے مگر اس کی اجازت سے وہ جانتا ہے جو کچھ ان کے سامنے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ہے اور احاطہ نہیں کر سکتے۔ اس کے علم میں سے کسی چیز کا مگر جو وہ چاہے اس کی کرسی آسمانوں اور زمین کو گھیرے ہوئے ہے۔ اور اُسے ان کی حفاظت نہیں تھکاتی اور وہ بلند مرتبہ عظمت والا ہے۔

خاموش مبلغ

قسط ششم

حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی کے ساتھ پندرہ دن

از محمد عثمان غنی بی اے، واہ کینٹ

☆ دورۂ سندھ۔ کراچی و دین پور شریف میں حضرت نے جو واقعات سنائے اُن کا قلمی ریکارڈ

۳۲۔ حضرت میاں اصغر حسین کے اخلاقِ فاضلہ

ہمارے بزرگانِ دین، ماہرینِ تصوف اہل اللہ حضرات اور صوفیائے کرام نے خلقِ خدا کی خدمت، دلجوئی، محبت، مروت اور اخلاقِ فاضلہ کے ہتھیاروں سے ہندوستان اور دیگر ممالک میں اسلام کو پھیلایا اُن لوگوں کے پاس کوئی سپاہ، فوج، اسلحہ وغیرہ کچھ نہ تھا، نہ وہ اس کے قائل تھے بلکہ دل رابدل رہیست وہ تو دل سے دل کو اور محبت سے محبت کو جیتنا جانتے تھے۔ پچھلے دور کے بزرگوں کے حالات و واقعات کی اگر تحقیق کی جائے تو یہ حقائق کھل کے سامنے آجاتے ہیں۔ اس گئے گذرے زمانہ میں بھی حقیقت پسند صوفیائے کرام اور سالکینِ راہِ طریقت نے اپنے بزرگوں کی روشن کی ہوئی مشعل کو بجھنے نہ دیا چنانچہ بعض بزرگوں کے حالات تو سنے اور آنکھوں سے دیکھے ہیں اُن میں سے مشتے نمونہ از خروارے کے طور پر میاں اصغر حسین صاحب کا یہ ایک واقعہ وحدتِ انسانیت اور انسان دوستی کا جیتا جاگتا ثبوت ہے۔ حضرت مولانا سید اصغر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو "میاں صاحب" کے نام سے دیوبند اور دور دراز مقامات پر شہرت رکھتے تھے۔ آپ کے خاندان میں ہمیشہ ایک نہ ایک مادرزاد ولی اللہ ہوتا ہے۔

چنانچہ جہاں وہ خدمتِ علم اور علماء کے فرائض انجام دے رہے تھے وہاں وہ عوام کی بے پایاں خدمات کا بے پناہ جذبہ رکھتے تھے جو اس ایک چھوٹے سے واقعہ سے ظاہر ہے۔ میاں صاحبؒ نمازِ عصر کے بعد ہندو مسلمان سکھ وغیرہ سب حضرات کے دکھوں، روگوں، آہوں اور کراہوں کا علاج اللہ کے نام، اس کی کلام اور تعویذ وغیرہ سے کیا کرتے تھے۔ اس لئے ان کے پاس بڑی کثرت سے حاجتمند لوگ دعائیں کرانے کے لئے آیا کرتے تھے۔ ان میں سے بعض وہاں چند روز رہنے پر مجبور ہوتے تھے۔ میاں صاحبؒ اُن کے لئے جس مذہب کا کوئی ہوتا اُسی مذہب کے لوگوں سے کھانے وغیرہ کا انتظام کراتے۔ رہائش کی غرض کے لئے انہوں نے اپنے گھر کے ساتھ ایک مستقل مہمان خانہ تعمیر کرا دیا تھا جس کے دروازے پر یہ عبارت لکھوائی "دارالغرباء والمساکین والمہاجرین" اور اس میں ایک کمرہ عبادت کے لئے مخصوص کر دیا چنانچہ ایک دفعہ مجھے وہ مسافر خانہ دکھانے کے لئے تشریف لے گئے۔ ایک کمرے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا "میاں صاحبزادے یہ کمرہ آپ کے لئے موزوں ہے مگر چونکہ مدرسے سے ذرا دور ہے اس لئے آنا جانا دشوار ہے۔ چنانچہ جو کمرہ عبادت کے لئے مخصوص کیا گیا تھا اُس پہ لکھوایا ہوا تھا "عبادت خانہ" مجھ سے پوچھا "میاں صاحبزادے! یہ بھلا ہم نے عبادت خانہ کیوں لکھوایا مسجد کیوں نہ لکھوایا؟" میں نے عرض کیا "حضرت آپ بہتر سمجھتے ہیں"۔ فرمایا اس لئے کہ مسجد تو ہمارے دروازے پہ ہے۔ آسانی سے نماز باجماعت ادا کر سکتا ہوں۔ لیکن ہمارے ہاں ہر مذہب کے لوگ آتے ہیں اس لئے اس کا نام عبادت خانہ تجویز کیا ہے کہ ہندو، سکھ، عیسائی اور جین وغیرہ کوئی آجاتے اور عبادت کرنا چاہے تو بچارا کہاں جاتے، ہمارے قریب کوئی مندر، گرجا، گوردوارہ نہیں ہے۔ اس لئے ہم نے اس میں عبادت خانہ لکھوایا تاکہ ہر کوئی اپنے مذہب کے مطابق عبادت کر سکے۔

۳۳۔ حضرت میاں صاحبؒ کے دم کا اثر

حضرت میاں صاحبؒ تعویذ گنڈے اور روحانی علاج کے سلسلے میں بہت مشہور تھے چنانچہ ایک دفعہ برادرِ معظم حضرت مولانا حبیب اللہ صاحب حضرت والد مرحوم کو یہ واقعہ سنا رہے تھے۔ میں بھی پاس بیٹھا سن رہا تھا۔ "ایک دفعہ ایک ہندو بنگالی عورت جس پر جادو کیا ہوا تھا، دیوبند لائی گئی۔ وہ بچاری بولنے چالنے، چلنے پھرنے سے معذور تھی۔ مگر ڈاکٹروں کا خیال تھا کہ نبضیں ابھی نہیں چھوٹیں اور دل میں حرکت باقی ہے۔ میاں صاحبؒ نے تربوز لانے کو کہا۔ موسم نہ ہونے کی وجہ سے وہاں نہ مل سکا۔ کسی دور دراز مقام سے بہرحال منگایا گیا۔ میاں صاحبؒ نے کوئی کلامِ الٰہی پڑھ کے اپنے ہاتھ پہ پھونک کر سر سے پاؤں تک جس کپڑے میں اسے لٹایا ہوا تھا اُس پہ پھیر دیا اور متعدد مرتبہ ایسے ہی کیا۔ اِدھر ہاتھ عورت کے کپڑے پہ پھیرتے اور پھر وہی ہاتھ تربوز پہ پھیرتے چنانچہ تربوز سیاہ ہوتا گیا اور عورت سفید ہوتی گئی۔ آخر میاں صاحبؒ نے فرمایا اس تربوز کو جلدی لے جاکر قبرستان میں دفنا دیا جائے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور جو عورت مردہ حالت میں آئی تھی صحت و تندرستی کے ساتھ بہ عافیت واپس ہوئی۔

حضرت میاں صاحبؒ نے اپنی آخر عمر میں حضرتؒ والا بزرگوار مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو لاہور سے بلوایا۔ اُس زمانے میں ہم دونوں بھائی دیوبند میں زیرِ تعلیم تھے۔ حضرتؒ نے میاں صاحبؒ کی خدمت میں حاضری دینے کے بعد ہمارے ہاں قیام فرمانے کا ارادہ ظاہر فرمایا لیکن میاں صاحبؒ نے دو مرتبہ فرمایا کہ آپ ہمارے ہاں قیام کریں۔ حضرتؒ نے اُسے قبول فرما لیا چنانچہ اُنھوں نے تین راتیں اور دو روز قیام فرمایا۔ حضرتؒ مجلسِ ذکر کی تقریروں میں فرمایا کرتے تھے کہ میاں صاحبؒ کی خدمت میں رہنا کوئی آسان بات تھی؟ میں جتنا اُن کے پاس رہا۔ ایک لمحے کے لئے غافل نہیں ہوا۔ باوضو اور ذکر میں مشغول رہا۔ فرمایا کرتے تھے کہ کامل کی صحبت میں رہنا مذاق ہے؟ میری یہ حالت تھی جس طرح کتاب شکنجے میں رہتی ہے۔ اس اثنا میں اپنے مخصوص تعویذات اور معمولات حضرتؒ کو مرحمت فرمائے اور مصافحہ کرتے ہوئے یہ فرمایا کہ آپ جیسے مہمانوں کے آنے سے دل خوش ہوتا ہے۔ حضرتؒ فرمایا کرتے تھے یہ جملہ میرے لئے جنت کا ٹکٹ ہے۔ حضرتؒ نے میاں صاحبؒ اور دوسرے بزرگانِ دین کے تعویذات و معمولات ہم تینوں بھائیوں کو عطا فرما دیے کہ میرے بعد آئندہ خدمتِ خلق کی جا سکے۔

۳۴۔ حضرت میاں صاحبؒ کی نظر کی کشش

حضرت میاں صاحبؒ کا معمول یہ تھا کہ اپنی آنکھیں بات چیت کرتے وقت نیچے رکھا کرتے تھے اور بہت کم نگاہ اُٹھا کے کسی کو دیکھتے تھے کوئی بھی اُن کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرنے کی جرأت نہ کرتا۔ میں نے سنا ہے کہ ایک پٹھان سے اُن کی نگاہیں چار ہو گئیں۔ نگاہوں کا نگاہوں سے ملنا تھا کہ وہ پٹھان زمین پہ مچھلی کی طرح تڑپنے لگا۔ بعد میں آپؒ نے پانی دم کر کے اُس پہ چھڑک دیا جس سے اُس کے حواس بجا ہوئے۔

۳۵۔ حضرت میاں اصغر حسین صاحبؒ کی اصغر نوازی

حضرت والد بزرگوارؒ اکثر خطوں میں ہمیں تلقین کیا کرتے تھے کہ روزانہ دیوبند میں حضرت میاں اصغر حسین صاحبؒ اور حضرت مدنیؒ کی صحبت میں جایا کرو چنانچہ حضرت مدنیؒ جب قیام فرما ہوتے تو ہم اکثر جاتے لیکن عموماً وہ سفر پر رہتے مگر حضرت میاں صاحبؒ بہت کم سفر پر جاتے تھے۔ اس لئے ہم اکثر بعد از نمازِ عصر ان کی خدمت میں جایا کرتے تھے۔ ایک روز میاں صاحبؒ مرحوم نے فرمایا "میاں صاحبزادے! لاہور جانا چاہتے ہو؟" میں نے کہا "جی ہاں"، فرمایا اچھا آٹھ دن کیلئے مدرسے سے چھٹی لے لو۔ میں نے ایسا ہی کیا۔ پھر میاں صاحب نے فرمایا اسٹیشن سے لاہور جاتے

باقی صفحہ ۱۸

والی دن کی گاڑیاں معلوم کرکے آؤ۔ میں جب گاڑیوں کے اوقات معلوم کرکے واپس آیا دن کی گاڑیاں بتلانے کے بعد رات کی گاڑیوں کا نام لیا ہی تھا کہ فرمانے لگے "آپ کو کس نے کہا تھا کہ رات کی گاڑیاں معلوم کرو؟" چنانچہ میں خاموش ہوگیا جب سفر شروع ہوا تو میاں صاحبؒ نے میرا اور اپنا سیکنڈ کلاس کا ٹکٹ لیا اور راستے میں ہر اسٹیشن پر میاں صاحبؒ مجھے کھانے پینے کی چیزیں برابر پوچھتے رہے کہ لو کبھی کہتے چائے پی لو کبھی کہتے نارنگی کھالو۔ میں اکثر انکار کرتا رہا مگر پھر بھی مجھے ایک جگہ چائے اور ایک جگہ کیلے سنگترے لے کر دے ہی دیئے اور جب نماز کا وقت آتا تو لوٹا اٹھا کر اس بڑھاپے اور پیرانہ سالی کے باوجود خود وضو کرتے اور میرے لئے پانی بھر لاتے اور فرماتے "میاں صاحبزادے وضو بنا لو"۔ مرتا کیا نہ کرتا وہاں کسی کو دم مارنے کی گنجائش نہ ہوتی اس لئے باولِ ناخواستہ وضو کر لیتا۔ لاہور تک اور اس سے واپسی میں یہی سلسلہ رہا۔ جب لاہور پہنچے تو استقبال کے لئے مولوی کریم بخش صاحب ایم اے پروفیسر گورنمنٹ کالج، دوسرے بزرگ اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ موجود تھے۔ مجھے اچانک دیکھ کر حضرتؒ متعجب اور خوش ہوئے۔ دوسرے روز حضرت رحمۃ اللہ علیہ میاں صاحبؒ کی خدمت میں دو طرفہ سیکنڈ کلاس کا کرایہ لے کر حاضر ہوئے اور فرمایا آپ انور کو ساتھ لائے ہیں یہ مجھ پر احسان ہے۔ میں یہ نہیں کہتا آپ اس کے لئے دعا کریں۔ وہ آپ کی خدمت کریگا آپ کے دل سے دعا نکلے گی جو اس کی نجات کا ذریعہ بنے گی۔ مہربانی فرما کر کرایہ قبول فرمالیں"۔ انہوں نے جواب میں فرمایا "ہمیں مولوی کریم بخش صاحب نے دعوت دے کے بلایا ہے اور انہوں نے کہا تھا۔ ایک آدمی ساتھ لے کر آنا۔ ہم اپنا اور انور کا کرایہ ان سے لیں گے، آپ سے نہیں"۔

۳۶۔ حضرت مولینا حسین احمد مدنیؒ کی بے مثال اہلیہ

حضرت والا بزرگوارؒ فرمایا کرتے تھے تمہاری والدہ دین کے معاملے میں اور تم بھائیوں کی تعلیم و تربیت کے معاملہ میں مجھ سے بھی زیادہ سخت ہیں۔ حضرتؒ فرمایا کرتے تھے کہ اگر تمہاری والدہ انگریزی تعلیم دلانے کے لئے مجھے مجبور کرتیں تو مجھے پریشانی ہوتی مگر وہ تو اس میں مجھ سے بھی زیادہ سخت واقع ہوئیں چنانچہ جب میرے بڑے بھائی مولانا حبیب اللہ صاحب دیوبند میں تعلیم حاصل کر رہے تو میری عمر نو برس کی تھی۔ والدہ صاحبہ نے مجھے بھی ان کے ساتھ بھیج دیا کم عمر ہونے کی وجہ سے چونکہ مدرسے میں بڑی عمر کے طلبہ ہی کا انتظام تھا یا پھر چھوٹی عمر کے شہر کے مقامی بچے وہاں پڑھا کرتے تھے جو تعلیم کے بعد دوپہر کو اور شام کو اپنے گھر چلے جاتے تھے چنانچہ اسی وجہ سے مجھے حضرت مدنیؒ زیادہ اپنے گھر ہی رکھتے۔ حضرت مدنیؒ کے صاحبزادے بھائی اسعد میاں صاحب میرے شریکِ درس تھے اور گھر میں ان کی والدہ مرحومہ جو سلوک اسعد میاں کے ساتھ کھانے پینے اور دوسرے معاملات میں کرتیں وہی میرے ساتھ روا رکھتیں۔ جو انہیں کھلاتیں وہی مجھے کھلاتیں جب انہیں کوئی پیسے ویسے دیتیں تو مجھے بھی برابر دیتیں۔ جس طرح ان کے کپڑے دھوتیں وہی معاملہ میرے ساتھ کرتیں بلکہ بھوپال کا ایک یتیم لڑکا ارشد ہمارے ساتھ پڑھتا تھا اس کے ساتھ بھی یہی سلوک کرتیں حالانکہ اس سے کوئی اور واسطہ تعلق وغیرہ نہ تھا سوائے اس کے کہ وہ ہمارا شریکِ درس تھا اور دیوبند میں پڑھنے کی غرض سے آیا ہوا تھا۔ اس کے بھی بڑے بھائی عطرت حسین دیوبند میں پڑھتے تھے۔ مگر حضرت مدنیؒ کی اہلیہ ہم تینوں کے ساتھ یکساں سلوک کرتیں میں ان کے برتاوے کو دیکھ کر یہ سمجھتا تھا کہ دنیا کی ہر عورت بچوں پر یوں ہی مہربان ہوا کرتی ہے۔ یہ تو بعد میں جا کے پتہ چلا کہ اگر کسی کی بیوی وفات پا جائے اور اس سے کوئی اولاد وغیرہ بھی ہو تو دوسری بیوی اپنے خاوند کی پہلی اولاد سے کتنا برا سلوک کرتی ہے مجھے بہت چھوٹی عمر میں جب دیوبند بھیجا تو حضرت مدنیؒ کی اہلیہ اور دوسری بعض عورتیں کہا کرتیں اس کی ماں کا کتنا بڑا جگرا ہوگا جس نے اس عمر میں دیوبند تعلیم کے لئے بھیج دیا۔ اسی لئے وہ ہم بچوں پر نہایت مہربانی فرماتیں اور اپنے حقیقی بیٹے کے ساتھ جو برتاؤ کرتیں وہی ہمارے ساتھ بھی روا رکھتیں مگر برا ہو دنیا کا کہ اس نے کسی کو نہ بخشا۔ حضرت مدنیؒ پر کسی نے جادو کرنا چاہا۔ ان پر تو اثر نہ ہوا۔ مگر کسی ظالم نے ان کی اہلیہ پر جادو کر دیا۔ چنانچہ میں نے یوں سنا تھا کہ کسی نے آسام یا سلہٹ سے ان پر جادو کر دیا اور ایک کوا وہاں سے اڑا اور ان کے مکان پر دیوبند آ بیٹھا ان کے گھر کی خادمہ نے اسے بہت اڑایا مگر وہ ایک طرف سے اڑ کر دوسری طرف جا بیٹھا۔ غرض وہ شور مچاتے کائیں کائیں کرتے مکان میں آگرا۔ ادھر ان پر اثر ہوگیا جب کوا مر گیا تو اسے اٹھا کر دیکھا تو اس کے پروں میں عمل کر کے سوئیوں کے ساتھ پروں کے اندر کی طرف ناپاک خون سے جادو لکھ کر بنگلہ زبان میں تعویذ کی طرح کا عمل کر کے اس کے پروں پر چبھو یا گیا تھا غرض اسی تکلیف کی بنا پر بالآخر ان کا انتقال ہوگیا۔

۳۷۔ حضرت مدنیؒ کی بے نفسی

حضرت والد بزرگوار رحمۃ اللہ نے ایک دفعہ دورانِ تقریر فرمایا کہ حضرت مدنیؒ جیسی جامعِ کمالات شخصیتیں روز روز نہیں پیدا ہو سکتیں۔ ان کے علم و فضل، خلوص وللہیت، تقویٰ اور طہارت غرض کسی معاملے میں شاید ہی کوئی ان کی مثال پیش کی جا سکے اس پر انسانی ہمدردی اور خدمتِ خلق کا بے پناہ جذبہ ایک چھوٹے سے واقعہ سے بخوبی ظاہر ہو سکتا ہے۔ پیر عارف شاہ صاحب (جھنگ) کے گدی نشین بزرگ ہیں حضرتؒ کی خدمت میں بیعت کے لئے تشریف لائے۔ حضرتؒ نے ان کو حضرت مدنیؒ کی طرف بھیج دیا اور پیر صاحب بیعت کے لئے دیوبند حاضر ہوئے۔ حضرت مدنیؒ اتفاق سے کہیں سفر پر تشریف لے جا رہے تھے اور پیر عارف شاہ صاحب بھی ساتھ ہو لئے۔ پیر صاحب کا بیان ہے کہ ایک دن گاڑی میں حضرت مدنیؒ ایک تھرڈ کلاس کمپارٹمنٹ میں آرام فرما رہے تھے کہ ایک بوڑھی دیہاتی عورت بیت الخلاء میں گھسی اور اس کے واپس آنے پر ایک سوٹڈ بوٹڈ صاحب اندر تشریف لے گئے اور الٹے پاؤں واپس آگئے اور برا بھلا کہنے لگے کہ لوگ کیسے بدتمیز ہیں جنہیں پیشاب پاخانہ جانے کی بھی تمیز نہیں۔ گھر سے سفر کو چل دیتے ہیں کوئی عقل و قل ہے نہیں۔ اتنے میں حضرت مدنیؒ بیدار ہوگئے اور انہوں نے بابو صاحب کے کچھ الفاظ سن لئے۔ کچھ دیر کے بعد حضرتؒ اٹھے اور اپنا بھرا ہوا لوٹا جو پاس رکھا ہوا تھا اٹھایا۔ قریب ہی سگریٹ کی خالی ڈبیہ پڑی تھی اسے اٹھا کے ساتھ لیتے گئے اور کچھ دیر کے بعد لیٹرین سے باہر تشریف لائے۔ لوٹا خالی تھا اور بابو صاحب کے پاس جا کے ہلکی سی آواز میں ان سے کہنے لگے آپ اندر تشریف لے جائیے آپ کو ایسا ہی خیال گذرا ہے اندر جا کر دیکھئے تو سہی پھر انہیں با اصرار بھیج دیا وہ کچھ دیر کے بعد فارغ ہو کر اپنی جگہ پر کچھ شرمندہ سے ہو کر بیٹھ گئے۔ ہمارے حضرتؒ نے فرمایا۔ آپ اندازہ لگائیے کہ اس درجے کا معمولی آدمی بھی جو خدمتِ خلق اور انسانی ہمدردی کے بڑی دعاوی رکھتا ہو اس حد تک اپنی ہستی فنا کر سکتا ہے؟ حضرتؒ فرمایا کرتے تھے ؎

صدقے میں تیرے ساقی مشکل آسان کر دے
ہستی مری مٹا دے خاکِ بے جاں کر دے

کہنے کو سبھی کہتے ہیں ؎

مٹا دے اپنی ہستی کو اگر کچھ مرتبہ چاہیے
کہ دانہ خاک میں مل کر گل و گلزار ہوتا ہے

مگر زبانی جمع خرچ تو سب کر لیتے ہیں کوئی اس کردار اور سیرت کا جواب پیش کر سکتا ہے؟ فرمایا کرتے تھے یہ تو ان کی زندگی کا ایک بہت ہی معمولی واقعہ ہے اس سے بھی عجیب و غریب واقعات ان کی سیرت میں بے شمار مل جائیں گے۔

۳۸۔ حضرت مدنیؒ کی مہمان نوازی

حضرت والد بزرگوارؒ نے فرمایا کہ حضرت مدنیؒ سے بڑھ کر تمباکو نوشی، سگریٹ، سگار، حقہ، پائپ اور چرٹ کا کون دشمن ہو سکتا ہے۔ مگر ذرا مہمان نوازی

(ماسٹر) سالاری پانی پتی
(سی ٹی ۔ ایچ پی) چنیوٹ

قرضہ

یہ ایک جال ہے اور پھر جال بھی ایسا کہ جس میں پھنسنے کے بعد نکلنا ہی دشوار ہو جاتا ہے۔ آئے دن کی زندگی اس کا منظر پیش کرتی رہتی ہے۔

ذرا دیکھئے تو سہی۔ ایک مکھی مکڑی کے جال میں پھنس گئی ہے۔ بھن بھن کر رہی ہے۔ ہاتھ پاؤں مار رہی ہے۔ مگر نکلنے کی کوئی صورت بن نہیں آتی ۔۔۔ ایلو! مکڑا میاں بھی آن پہنچے آگے بڑھے اور ہضم کر گئے۔

یہی حال ہمارے ان دوستوں کا ہے۔ جو اپنی ساکھ اور شان کو قائم رکھنے کے لئے مرنے جینے اور شادی بیاہ پر قرض لے لیتے ہیں۔ اور پھر لطف یہ ہے۔ کہ قرض خواہ کی جائز و ناجائز شرط کو قبول کر لیتے ہیں۔

سچ تو یہ ہے کہ جب انسان مانگنے نکلتا ہے تو قرضہ کہیں نہ کہیں سے اُسے مل ہی جاتا ہے۔ چونکہ یہ بلا زحمت مل جاتا ہے اس لئے اِسے صرف کرتے ہوئے درد بھی نہیں ہوتا۔ ایک کی جگہ دو اور دو کی جگہ چار خرچ کرتے ہیں اور سخاوت کے دریا بہا دیتے ہیں۔ مگر جب قرض خواہ سامنے آتا ہے۔ تو آنکھ بچاتے یا کنّی کتراتے ہیں۔ کیا یہ شرم کی بات نہیں۔ ذرا سوچیے!

قرضہ لیا کیوں جاتا ہے

صرف اس لئے کہ سوسائٹی میں ناک اُونچی رہے۔ سماج میں کوئی گھٹیا نہ کہے۔ جھوٹا وقار برقرار رہے۔ نئی تہذیب زدہ بیویوں کے میک اَپ (MAKE UP) میں کوئی کسر نہ آئے گھر میں ریڈیو سیٹ۔ بجلی۔ پنکھا۔ گھڑی۔ سائیکل اور دیگر فرنیچر سب کچھ ہو۔ خواہ آمدنی یا تنخواہ صرف ۱۵۰/ روپیہ ماہوار ہی ہو۔

آج ہماری زندگی کے دھارے بدل چکے ہیں۔ زندگی عیش و طرب کا نمونہ بن چکی ہے۔ خدارا عیش پسندی چھوڑ کر جناب محمدؐ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کو اپنایئے! کتنی سادہ۔ کتنی حسین اور کتنی پُرسکون۔ طمانیت سے پُر۔ معزز اور محترم زندگی ہے۔ زمین ہے۔ بوریہ ہے۔ اور پڑے سو رہے ہیں۔ مگر آج ہماری حالت یہ ہے کہ صوفہ سیٹ ہو۔ کاؤچ بھی ہو۔ ٹھاٹ دار نرم اور گرم بستر بھی ہو۔ تب کہیں جا کر کمر بستر پر لگتی ہے۔ کھانا مرغن ہو۔ پوشاک قیمتی ہو۔ تب جا کر کہیں بات بنتی ہے اور دراصل یہ بات بنتی نہیں بلکہ بگڑتی ہے۔ اخراجات تجاوز کر جاتے ہیں۔ جس کے لئے ہم قرضہ لیتے ہیں اور شان کو قائم رکھتے ہیں۔ اس کے ذمہ دار ہم اور ہماری بیویاں ہیں۔ جو بلا سوچے سمجھے نفس کے اشاروں پر داد عیش لینے کو قرض لیتے ہیں۔ وہ ذرا تاریخ کے اوراق اٹھا کر دیکھیں۔ کہ کتنی باوقار شخصیتیں قرض کی وجہ سے بسا اوقات بے وقار ہوئیں۔

چرچل۔ برطانیہ کا وزیر اعظم تھا۔ مگر قرض کے کئی مقدمات اس پر چلے۔ اور متعدد بار قید ہوا۔ اور سوسائٹی میں ذلیل۔

غالب مشہور شاعر۔ اُردو خطوط نویسی کا پیغمبر۔ مگر ہمیشہ قرض کی وجہ سے پریشان حال رہا اور آخراسی حالت میں فوت ہوا۔

یاد رکھیئے کہ جب بھی ظاہر داری قائم رکھی جائے گی۔ غیر معتدل اور غیر متوازی زندگی بسر کی جائے گی۔ ذلت ہی حاصل ہوگی۔

بات ایک ہے اور وہ یہ ہے۔ کہ اخراجات کو آمدنی کے ماتحت رکھا جائے کہتے ہیں:

تین حصّے کرو کمائی کے۔ تاکہ سمجھے تم جاؤ بُرّ خور دار

کمائی کا ایک حصّہ راہ خدا میں دیجیئے دوسرا حصّہ کھایئے اور تیسرا حصّہ بچا کر رکھیئے تاکہ پشیمان نہ ہونا پڑے۔ سچ تو یہ ہے۔ کہ قرض ایک مرض ہے۔ جس سے جس قدر جلد نجات حاصل کر لی جائے۔ بہتر ہے۔ اگر قرض لے بھی لیا جائے تو اخراجات کم کر کے اُسے جلد ادا کرنے کی کوشش کیجیئے۔ بیوی کو ہم خیال بنا کر اس کا تعاون حاصل کیجیئے تاکہ اس موذی مرض سے نجات ملے۔

قرض کے جال میں پھنسنے والو! آج عہد کرو کہ اس جال کو توڑ کر پھر اس میں پھنسنے کا نام نہیں لوگے۔ اور زندگی کے پرسکون لمحات کو قرض کے تپ دق میں مبتلا نہیں ہونے دو گے۔

* *

اسلامی مزاح

: محمد امین۔ لاہور :

ایک دفعہ حضورؐ اپنے صحابہ کبارؓ کے ساتھ بیٹھے کھجوریں کھا رہے تھے کہ حضورؐ نے خوش طبعی کے طور پر کھجور کی گٹھلیاں حضرت علیؓ کے آگے رکھ دیں۔ آپ کی دیکھا دیکھی صحابہ نے بھی اپنے حصّے کی گٹھلیاں حضرت علیؓ کے آگے رکھنا شروع کر دیں۔ اس طرح حضرت علیؓ کے آگے گٹھلیوں کا ڈھیر لگ گیا۔ حضورؐ نے پوچھا کہ کھجوریں کس نے زیادہ کھائی ہیں۔ سب نے کہا۔ حضورؐ جس کے آگے گٹھلیاں زیادہ ہیں۔ اس پر حضرت علیؓ نے فوراً کہا۔ نہیں کھجوریں انہوں نے زیادہ کھائی ہیں۔ جنہوں نے گٹھلیاں تک نہیں چھوڑیں اور گٹھلیاں بھی کھا گئے ہیں۔

* * *

ایک دفعہ حضورؐ کی خدمت میں ایک عورت آئی۔ اور اُس نے حضورؐ سے ایک اُونٹ مانگا۔ حضور نے فرمایا۔ اسے اونٹ کا ایک بچّہ دیدیا جائے۔ اس پر وہ گھبرائی اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ میں بچّہ کیا کروں گی۔ مجھے اُونٹ چاہیئے۔ تاکہ بوجھ لاد سکوں۔ حضورؐ مسکرائے اور فرمایا۔ اونٹ بھی تو اُونٹ کا بچہ ہی ہوتا ہے اس پر وہ عورت خوش ہوگئی۔

* * *

ایک بار ایک بوڑھی عورت نے حضورؐ سے پوچھا۔ کہ جنت میں بوڑھی عورتیں بھی ہوں گی۔ آپ نے جواب دیا کہ جنت میں کوئی بوڑھی عورت نہ ہوگی۔ اس پر وہ عورت رونے لگی۔ آپ نے فرمایا کہ جنت میں کوئی بوڑھی عورت نہ ہوگی۔ بلکہ سب جوان ہوں گی۔ اس پر وہ بوڑھی خوش ہوگئی۔

* * *

حضرت صدیقؓ اکبر اور حضرت عمرؓ دراز قد تھے۔ مگر جناب علیؓ (باقی صفحہ ۱۶ پر)

تاریخ کے گمشدہ اوراق

گاہے گاہے باز خواں ایں دفتر پارینہ را ✱ تازہ خواہی داشتن گر داغہائے سینہ را

یونس نگرامی ندوی

سلطان صلاح الدین ایوبی جس کا نام اسلامی تاریخ میں ہمیشہ عزت و احترام سے لیا جائیگا جو تاریخ کی آبرو و حکمران قوم کا بھرم تھا۔ وہ عظیم شخصیت جس کا نام سنتے ہی مغربی دنیا کانپ اٹھتی تھی جس کی تلوار ساری عمر خدا کی راہ میں بے نیام رہی۔ جس نے اسلام کی حمایت میں تنہا متحدہ عیسائی دنیا کا مقابلہ کیا۔ اور مرتے مرتے تثلیث کے مقابلے میں اسلام کے علم کو بلند رکھا۔ ؎

زبان پہ بار خدایا یہ کس کا نام آیا
کہ میرے نطق نے بوسے میری زباں کے لئے

آج ہم جب اس عظیم انسان کے مختلف پہلوؤں کا جائزہ لیتے ہیں۔ تو ہماری زندگی کی تاریکیوں میں اس کے کارنامے اور سرفروشانہ جدوجہد روشنی کا منارہ ثابت ہوتے ہیں۔ یوں تو صلاح الدین ایوبی کا مقصد سرزمین شام سے صلیبیوں کو نکالنا تھا لیکن بعض اندرونی مصالح سے فرنگی فرماں رواؤں سے وقتی مصالحت ہوگئی تھی۔ لیکن ریجی نالڈ برابر اپنے معاہدے سے ہٹتا جا رہا تھا۔ مسلمان تاجروں کے قافلوں کو لوٹنا اس کا محبوب مشغلہ تھا۔

ایک مرتبہ ۱۱۸۶ء میں مسلمان تاجروں کے ایک قافلے کو لوٹ کر اہل قافلہ کو گرفتار کر لیا۔ جب ان لوگوں نے اس سے رہائی کا مطالبہ کیا۔ تو اس نے مذاق کے لہجے میں جواب دیا۔

"تم محمد پہ ایمان رکھتے ہو۔ اس سے کیوں نہیں کہتے کہ وہ آکر تم کو چھڑائے۔"

جس وقت سلطان صلاح الدین ایوبی کو ریجی نالڈ کی اس گستاخانہ گفتگو کی خبر ملی۔ تو اس نے قسم کھا کر کہا "اس صلح شکن کافر کو خدا نے چاہا۔ تو میں اپنے ہاتھوں سے قتل کروں گا۔"

صلیبی لڑائیوں کے سلسلے میں ایک موقع پر فرنگیوں کو شکست ہوگئی ہے۔ فرنگی شہنشاہ و شہزادے قید ہو ہو کر سلطان صلاح الدین ایوبی کے سامنے پیش ہو رہے ہیں لین پول کے بیان کے مطابق اس جنگ میں گائی، پاٹلیون ریجی نالڈ بھی گرفتار تھے۔ سلطان ایوبی نے گائی کو تو اپنے پہلو میں جگہ دی۔ اور باقی امراء کو حسب مراتب بٹھایا۔ سلطان ایوبی کو دیکھ کر ریجی نالڈ کو اپنی بد اعمالیاں یاد آگئیں۔ اور ساتھ ہی ساتھ سلطان کی قسم بھی یاد آگئی۔ جس نے ریجی نالڈ کا خون خشک کر دیا۔ گائی کی دلی تمنا تھی۔ کہ سلطان ریجی نالڈ کو معاف کر دے۔ لیکن سلطان ایوبی نے گائی کو اس کی تمام بد اعمالیاں گنائیں۔ اور یہ بھی کہا کہ اس وقت میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد چاہتا ہوں۔ اور یہ کہہ کر اپنے ہاتھوں سے ریجی نالڈ کا سر قلم کر دیا۔

گائی ریجی نالڈ کا یہ انجام دیکھ کر بہت خوفزدہ ہوا لیکن سلطان ایوبی نے اس کو اطمینان دلایا کہ ہم مسلمانوں کا یہ دستور نہیں ہے کہ لوگوں کو خواہ مخواہ قتل کرتے رہیں ریجی نالڈ کو صرف اس کی حد سے بڑھی ہوئی بد اعمالیوں کے نتیجے میں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گستاخی کی پاداش میں قتل کیا گیا ہے "کتاب الروضتین ج ۲ ص ۸۱، ابن اثیر ج ۱۱ ص ۲۰۲"

"آج سلطان صلاح الدین ایوبی نے بیت المقدس پر قبضہ کر لیا ہے لیکن عیسائیوں کے ساتھ نہایت شریفانہ سلوک کیا جا رہا ہے حالانکہ اس سے قبل انہیں فرنگیوں نے اسی شہر میں مسلمانوں کے ساتھ کیا کیا مظالم ڈھائے تھے مسلمانوں کی اس رواداری اور فیاضی سے لین پول بہت متاثر ہے اور جگہ جگہ لکھتا ہے "جب ہم سلطان ایوبی کے ان احسانات پر غور کرتے ہیں۔ تو وہ وحشیانہ حرکتیں یاد آجاتی ہیں جو صلیبیوں نے فتح بیت المقدس کے وقت کی تھیں، وہ صلیبی جن کو رحم و محبت کا وعظ حضرت مسیح نے سنایا تھا۔"

آگے پھر لکھتا ہے کہ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ صلاح الدین ایوبی تمام زمانوں کا سب سے بڑا انسان و بے مثل شخص تھا۔

"صلاح الدین ص ۲۰۴، ۲۰۵"

بیت المقدس پر مسلمانوں کے قبضے کی خبر سن کر ساری عیسائی دنیا ماتم کدہ بن گئی ہے پاپائے روم نے فتوے دے دیا ہے کہ جو شخص مسلمانوں کے مقابلے میں لڑے گا۔ اس کے سارے گناہ دھل جائیں گے۔ فرانس میں صلاح الدین ایوبی کے نام کا ٹیکس بھی جاری کر دیا گیا ہے راہبوں کی جماعت ماتمی لباس پہن کر جگہ جگہ گھوم رہی ہے اور مسلمانوں کے خلاف اپنی پرجوش تقریروں سے آگ پھیلا رہی ہے انگلستان کی تمام حکومتیں مسلمانوں کے مقابلے میں اپنی ذاتی رنجشیں و عداوتیں بھول گئی ہیں۔ پادریوں نے یہ فتویٰ بھی دے دیا ہے کہ جو شخص اپنے مال و جان سے مسلمانوں کے خلاف صف آرا نہ ہوگا۔ وہ مسیحیت سے خارج ہو جائے گا۔ یہودیوں نے بھی اس جنگ میں ٹیکس دیا ہے اور خود شریک بھی ہو رہے ہیں الغرض مسلمانوں کے خلاف اس وقت ساری دنیا کی طاقتیں ایک ہیں۔ اور الکفر ملة واحدة کی وہ تفسیر بنی ہوئی ہیں۔ لیکن ان تمام انتظامات کے باوجود سلطان صلاح الدین ایوبی کے نام سے ان کے جسموں کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اور مائیں اپنے بچوں کو اس کے نام سے ڈراتی تھیں۔ بقول لین پول کے کہ اس حملے کی تیاری میں اتنے فرماں روا شریک تھے کہ شاید ہی کسی جنگ میں شریک ہوئے ہوں لیکن اسلام کا یہ مرد مجاہد تین سال تک برابر یورپ کی ان متحدہ حکومتوں کا مقابلہ کرتا رہا۔ اور ان کے ارادوں میں ان کو ناکام کرتا رہا۔ تاریخ بتاتی ہے کہ اس تیسری صلیبی جنگ میں تمام مسیحی دنیا ایوبی کے مقابلے میں آئی۔ لیکن اس کی قوت کو ٹس سے مس نہ کر سکی۔ اور تمام فوجیں پسپا ہو کر اپنے اپنے ملکوں کو واپس گئیں۔

جس وقت اس مرد مجاہد کا انتقال ہوا ہے ساری دنیائے اسلام میں صف ماتم بچھ گئی کوئی دل ایسا نہ تھا۔ جو اس کے غم میں محزون اور کوئی آنکھ ایسی نہ تھی جو اس کے ماتم میں اشکبار نہ رہی ہو۔ جس وقت اسلام کا یہ عظیم سپاہی دفن کیا جا رہا تھا۔ ساتھ ہی وہ تلوار بھی رکھ دی گئی جو ہمیشہ خدا کی راہ میں بے نیام رہی۔ اب اس کا چلانے والا ہی کون رہ گیا تھا۔ یہ سپہ سالار اعظم تو اس دنیا سے رخصت ہو گیا۔ لیکن اپنی زندگی کا ایک ایک لمحہ آنے والے مسلمانوں کے لئے بطور سبق چھوڑ گیا۔ کہ اگر اسلام کی اور اپنی عزت چاہتے ہو۔ متحدہ دنیا کا مقابلہ کرو تمہاری تلوار کبھی کند نہیں ہوگی۔ تمہارے عزائم و ارادے کبھی تھکیں گے نہیں۔ باطل کی قوتیں پارہ پارہ ہو جائیں گی۔ یہ سبق آج بھی موجود ہے اور ہمیشہ موجود رہے گا اس کا دیا ہوا سبق امر ہے۔ ہے کوئی صلاح الدین ایوبی جو آج بھی مسلمانوں میں وہی عزم و ہمت بیدار کر دے۔

"کتاب الروضتین ج ۲ ص ۲۱۹"

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے چند ارشادات

کہو اللہ میرا رب ہے اور پھر اس پر مضبوطی سے جمے رہو + لوگو! اپنے اعمال میں اخلاص پیدا کرو۔ اللہ تعالیٰ وہی عمل قبول کرتا ہے جس میں اخلاص ہو، + اس اللہ کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے "تم اچھی باتوں اور نیکیوں کو لوگوں سے کہتے رہو اور برائیوں سے ان کو روکتے رہو۔ یاد رکھو اگر تم نے ایسا نہ کیا تو ممکن ہے کہ وہ تمہارے اوپر کوئی سخت قسم کا عذاب مسلط کر دے اور تم اس سے دعائیں کرو اور تمہاری دعائیں قبول نہ ہوں" + تم میں سے جو شخص کوئی برائی دیکھے تو لازم ہے کہ اگر طاقت رکھتا ہو تو اپنے ہاتھ (یعنی زور و قوت) سے اس کو بدلنے کی (یعنی درست کرنے کی) کوشش کرے۔ اور اگر اس کی طاقت نہ رکھتا ہو تو پھر اپنی زبان سے اس کو بدلنے کی کوشش کرے اور اس کی بھی طاقت نہ رکھتا ہو تو دل ہی سے اس کو برا سمجھے اور یہ ایمان کا ضعیف ترین درجہ ہے"

+ ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اس پر لازم ہے کہ نہ اس پر خود کوئی ظلم یا زیادتی کرے اور (اگر دوسرا اس پر ظلم کرے تو یہ) اس کو اکیلا چھوڑ کر الگ نہ ہو جائے (بلکہ جو کوئی اپنے بھائی کی حاجت کو پورا کرنے میں لگا رہیگا۔ اللہ اس کی حاجت کو پورا کریگا۔

پروفیسر قاضی محمد زاہد الحسینی

درس حدیث

مسجد گنج جدید ایبٹ آباد میں دئے جانے والے درس حدیث کا کچھ حصہ ہدیہ ناظرین ہے ۔ اللہ تعالیٰ قبول فرماویں ۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۔ عَنۡ اَبِیۡ هُرَیۡرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡهُ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ اَلۡاِیۡمَانُ بِضۡعٌ وَّسَبۡعُوۡنَ شُعۡبَةً اَفۡضَلُهَا قَوۡلُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَدۡنَاهَا اِمَاطَةُ الۡاَذٰی عَنِ الطَّرِیۡقِ وَالۡحَیَاءُ شُعۡبَةٌ مِّنَ الۡاِیۡمَانِ (متفق علیہ)

یہ حدیث شعب الایمان کی حدیث کہلاتی ہے جس کا معنی ایمان کے شعبے یعنی شاخیں اور ٹہنیاں یہ ارشاد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم درجہ شہرت کو پہنچ چکا ہے ۔کئی محدثین نے اس پر مستقل رسالے اور کتابیں تالیف فرمائی ہیں ۔جن میں ان تمام شاخوں کو تفصیل سے ذکر فرمایا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرے مقامات پر ارشاد فرماتے ہیں جیسا کہ

ابوعبداللہ حسین بن حسن حلیمی شافعی ۴۰۳ھ احمد بن حسین شافعی ۴۵۸ھ اور محی الدین ابن عربی ۶۳۸ھ محمد بن محمد الانصاری المالقی ۷۵۴ھ شیخ امام سراج الدین عمر بن رسلان البلقینی ۸۰۵ھ اپنے اپنے زمانوں کے گرامی قدر محدثین ،صوفیا، علماء ملت گزرے ہیں ۔اس سے معلوم ہوتا ہے ۔کہ اس حدیث کو ہر دور میں امت کے لئے بہت زیادہ مشعل راہ سمجھا گیا ہے ۔حدیث مبارکہ کا ترجمہ یہ ہے ۔

" ایمان کی کچھ اوپر ستر شاخیں ہیں ۔جن میں سے افضل اور برتر شاخ لا الہ الا اللہ پڑھنا ہے ۔اور چھوٹی سی شاخ راستہ سے دکھ دینے والی چیز کا دور کرنا ہے ۔ اور حیا ایمان کا بہت بڑا شعبہ ہے "

تشریح ۔ایمان ایک بیج ہے جو دل کی زمین میں بویا جاتا ہے ۔جس طرح کسی کھیت یا باغ میں بیج بونے کے بعد اس بیج کے سالم، صحیح ، ہونے کی علامت اس کا اُگنا سمجھا جاتا ہے ۔اگر وہ بیج اُگ ہی نہ سکا تو یہ کہنا درست ہوتا ہے کہ بیج ہی مردہ اور ناکارہ تھا اور اگر اُگ کر کچھ دیر تک بڑھا مگر پھر مرجھا گیا تو یہ کہا جاتا ہے ۔ کہ یہ بیج کمزور تھا ۔یہی حال ایمان کے بیج کا ہے ۔جب دو انسانوں کے دلوں میں راسخ ہو جاتا ہے ۔ تو اس کی علامات غیر ارادی طور پر ظاہری ہونے لگتی ہیں اور دیکھنے والے بھی سمجھ لیتے ہیں ...... کہ اس انسان کے دل میں ایمان کا بیج اچھی طرح راسخ ہو کر اُگ چکا ہے ۔قرآن حکیم نے زبانی اقرار اسلام کی حقیقت اور قبولیت کا معیار اور تمثیل دیتے ہوئے فرمایا ۔

مَثَلًا کَلِمَةً طَیِّبَةً کَشَجَرَةٍ طَیِّبَةٍ اَصۡلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرۡعُهَا فِی السَّمَآءِ ۝ تُؤۡتِیۡۤ اُکُلَهَا کُلَّ حِیۡنٍۭ بِاِذۡنِ رَبِّهَا (سورہ ابراھیم پارہ ۱۳ ایت ۲۴،۲۵)

ترجمہ :۔ اللہ تعالیٰ نے کلمہ طیبہ کی مثال اس بارور پودے کی بیان فرمائی ۔جس کی جڑ بھی ثابت ہے ۔اور اس کا پھل آسمان میں جا کر نکلتا ہے وہ ہر وقت اپنا پھل لاتا ہے ۔اپنے رب کے حکم سے

یہ بیج اچھی طرح راسخ ہونے کے بعد جب اُگتا ہے تو پھر اس کی رونق اور اس کی تر و تازگی نہ صرف اپنوں کو محو حیرت کر دیتی ہے بلکہ غیر بھی تعجب کی نظر سے دیکھتے ہیں صحابہ کرام کے قلوب میں جب ایمان کا بیج راسخ ہوا اور اس نے دیکھنے والوں کو محو حیرت کر دیا ارشاد قرانی ہے ۔

کَزَرۡعٍ اَخۡرَجَ شَطۡـَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسۡتَغۡلَظَ فَاسۡتَوٰی عَلٰی سُوۡقِهٖ یُعۡجِبُ الزُّرَّاعَ (سورۃ الفتح پارہ ۲۶ ایت ۲۹)

ترجمہ ۔اس کھیتی کی طرح جس کے پودوں نے ،اپنا پٹھا نکالا پس اسکو مضبوط اور موٹا کیا پس وہ اپنے تنے پر برابر کھڑا ہو گیا جس سے کاشتکاروں کو تعجب لاحق ہو گیا ۔

لیکن جہاں زمین ہی ناقص ہو وہاں تو بیج کے اُگنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اچھے سے اچھے بیج کے لئے زمین کی خوبی اور اس کی صلاحیت کا ہونا ضروری ہے ۔یہی وجہ ہے کہ جن کے دل ناپاک تھے ان میں باوجود حاضری جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایمان کا بیج وہاں نہ اُگ سکا ارشاد قرانی ہے ۔ فی قلوبھم مرض (بقرہ)

ترجمہ :۔ ان کے دلوں میں بیماری ہے

اب یہ سمجھ لیا جائے کہ جب ایک انسان ایماندار ہونے کا دعویٰ کرتا رہے ۔ تو اس کی عملی زندگی میں ایمانی عقیدہ اثر کار فرما ہو جاتا ہے ۔ان کی ساری زندگی، عبادات، معاملات، اخلاق، حقوق ، ایمانی رنگ کا مظہر ہوتے ہیں ۔اس کے ایمان دار ہونے کی خبر اس کی عبادت رکوع سجود سے ہی نہیں بلکہ اس کے کھانے پینے ، چلنے پھرنے سے معلوم ہو جاتی ہے ۔جیسا کہ ارشاد فرمایا

وَعِبَادُ الرَّحۡمٰنِ الَّذِیۡنَ یَمۡشُوۡنَ عَلَی الۡاَرۡضِ هَوۡنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الۡجٰهِلُوۡنَ قَالُوۡا سَلٰمًا (سورہ الفرقان پارہ ۱۹ آیت ۶۳)

ترجمہ ۔اور رحمٰن کے بندے زمین پر بڑے وقار سے چلتے ہیں اور جب ان سے نادان ہم کلام ہوتے ہیں ۔تو ان سے درگزر کرتے ہوئے سلام کہہ دیتے ہیں ۔

یعنی رحمٰن کا بندہ ہونے کا دعویٰ جو لوگ کرتے ہیں ۔ان کی خلوتوں کی عبادتیں، خدا ترس ۔ تعلق ربوبیت تو اس کی دلیل اور علامت ہوتے ہی ہیں ان کی رفتار اور گفتار بھی ایسی ہو جاتی ہے ۔ کہ دیکھنے والے سمجھ سکتے ہیں کہ ان کے دل میں جو ایمان کا بیج بویا گیا ہے ۔وہ صالح زمین میں ہونے کی وجہ سے اُگ چکا ہے ۔ اس حدیث مقدس میں اسی مقصد کو ارشاد فرمایا کہ جب ایک انسان ایمان کو صدق دل سے قبول کر لیتا ہے ۔تو اس کی تاثیر اور اثرات اس کی ساری زندگی پر غالب آجاتے ہیں ۔انسانی زندگی کو دو شعبوں میں تقسیم کیا جاتا ہے ایک کا نام حقوق اللہ اور دوسری کا نام حقوق العباد ہے اس حدیث مقدس میں ایمان کے اثر انگیز ہونے پر دونوں شعبوں کے عملی آثار نمایاں ہونے کو بیان فرمایا ۔ کہ جب ایک انسان ایمان کو صدق دل سے قبول کر لیتا ہے تو اب اس کی زندگی میں ہر دو حقوق عملی مقام حاصل کرتے ہیں ۔حقوق اللہ کی تعبیر لا الہ الا اللہ سے فرمائی کہ وہ ایمان دار لا الہ الا اللہ زیادہ پڑھتا ہے اس ارشاد میں لفظ قول ذکر فرمایا ۔جس کا معنی کہنا ۔پڑھنا ۔ ذکر کرنا ہے ۔یہ کلمہ طیبہ تمام حقوق اللہ کی ادائیگی کا مظہر اور داعی ہے ۔جب ایک انسان لا الہ الا اللہ پڑھتا ہے ۔ تو وہ دوسرے معنوں میں اپنی تمام خواہشات اور تمناؤں کو رضاء خداوندی کے ماتحت قرار دیتا ہے ۔ اسی کلمہ طیبہ کا اقرار تمام حقوق اللہ کے لئے ایک کفالت کا حکم رکھتا ہے

حقوق العباد کے سلسلے میں فرمایا ۔واماطة الاذی عن الطریق ، یعنی راستے سے ہر دکھ دینے والی چیز کا دور کرنا ہٹانا بھی ایمان کی ایک شاخ ہے ۔سچا ایماندار اللہ تعالیٰ کے بندوں کے حقوق اس طرح ادا کرنے لگ جاتا ہے ۔ کہ حسب ارشاد نبوی

مایحب لنفسه یحب لغیرہ او ما تحب لِنفسك تحب لغیرك وہ ہر انسان کی فلاح اور تحفظ وامن کا دلی خیر خواہ بن جاتا ہے ۔ وہ راستے پر چلتے ہوئے جب یہ

محسوس کرتا ہے۔ کہ اس چیز سے کسی بھی مخلوق کو دکھ اور اذیت پہنچ سکتی ہے۔ تو اس کا ایمان اسے اس امر پر آمادہ کرتا ہے کہ وہ اس کو راستے سے دور کردے۔ یہ جذبہ اور یہ شاخ حقوق العباد ادا کرنے کا سب سے بڑا محرک ہے جب ایک انسان راستے سے کانٹے کو اس لئے دور کرتا ہے تو وہ کب دوسروں کی جان، مال، عصمت کو برباد کرنے پر آمادہ ہوسکے گا اس کا دل انسانوں بلکہ اللہ تعالیٰ کی ہر مخلوق کی بہتری اور بہبودی کے لئے بے چین ہوگا اس لئے آپ کا یہ ارشاد گرامی جملہ حقوق العباد کے لئے ایک داعی اور کفیل ہے۔ مگر حقوق اللہ اور حقوق العباد اس وقت تک ادا نہیں ہوسکتے جب تک کہ انسان میں حیا باقی نہ رہے۔ تو وہ نہ خداوند قدوس کی عبادت کرتا ہے۔ نہ حقوق العباد کا لحاظ اور خیال رکھتا ہے۔ اس لئے ایک روایت میں آتا ہے۔ کہ جملہ انبیاء علیہم السلام کی تعلیمات کا متفقہ جوہر یہ ہے۔

اذا لم تستحی فاصنع ما شئت — ترجمہ۔ جب تجھ میں حیا نہیں تو جو دل چاہے کرتا رہ

چنانچہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس ارشاد جلیل میں حقوق اللہ اور حقوق العباد کو بیان فرماتے ہوئے ان دونوں کے لئے محرک اور معاون چیز کو بیان فرمایا۔

والحیاء شعبۃ من الایمان

اس لفظ شعبہ پہ تنوین للتعظیم ہے۔ معنیٰ یہ ہوگا۔ کہ حیا ایمان کا بہت بڑا شعبہ اور اس کی بہت بڑی شاخ ہے۔ ظاہر ہے کہ ایک درخت سے جب اس کا بہت بڑا حصہ الگ کردیا جائے۔ تو پیچھے کیا رہ جاتا ہے۔ آج کی اس دور میں اگر ہم اپنے آپ کو اس حدیث کی روشنی میں دیکھیں تو معاملہ صاف ہے۔ کلمہ طیبہ کا ذکر تو بجائے خود رہا اکثر مسلمان صحیح تلفظ بھی نہیں کرسکتے راستے کو اذیت دہ چیزوں سے پاک کرنے کے بجائے الٹا خراب کیا جاتا ہے راہ چلتے مسافروں کو دکھ دینا، آوازے کسنا جسمانی اور روحانی دکھ پہنچانے والے امور کا ارتکاب کرنا آج عام ہوچکا ہے ایک شریف انسان کسی آباد علاقے سے صحیح وسالم بچ کر نکل جائے یہ آج ممکن نہیں وہ یا جسمانی اور یا روحانی کوفت لے کر نکلے گا

ارشاد نبوت کا یہ آخری حصہ خصوصیت کے ساتھ ہماری بہنوں بچیوں بلکہ ماؤں کے لئے قابل غور وفکر ہے کہ آج کس قدر بے حیائی کا مظاہرہ کیا جارہا ہے۔ عورت نے اپنے ہاتھوں اپنی مٹی جس قدر پلید کرڈالی ہے۔ اتنی اور کسی مخلوق نے نہیں کی۔ حجاب اور ستر کے مسائل تو اب کتابوں سے خارج، بلکہ لغت کی کتابوں سے بھی یہ الفاظ نکال دئے جانے کے قابل سمجھے جاتے ہیں اب تو عریانی کا مظاہرہ عین کمال انسانیت سمجھا جاتا ہے۔ ان بہنوں کے لئے ایک روایت لکھی جاتی ہے

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ "کہ جب سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم میرے حجرہ کی رونق ہوئے تو پھر بھی میں اپنے حجرہ میں بڑے دوپٹے کے بغیر آیا جایا کرتی تھی اور جب ابوبکر صدیق نے حضور کے قدموں میں جگہ پائی تب بھی میں آتی جاتی تھی اس لئے ایک میرے شوہر عالی مقام صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے میرے والد جد رضی اللہ عنہ ہیں۔ لیکن جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس حجرہ میں دفن کردیا گیا تو میں پورے حجاب اور پردہ کے ساتھ آتی تھی حیاءً من عمر

آج اگر اس حدیث کے معیار پر ہم سب مسلمانوں کو پرکھا جائے تو بتائیے ہم میں کتنے مرد اور عورتیں ہیں جو ایمان کے اس شعبے کو توڑ رہے ہیں۔ اس وقت مسلمانوں کا کوئی طبقہ ایسا نہیں جو حیاء کی صفت کا حامل ہو الا ماشاء اللہ جب اہل قبور سے حیا کا حکم ہے اور وہ بھی قبر اس فرد کی ہے جو امت ہونے کے اعتبار سے اولاد کا مرتبہ اور زیارت کرنے والی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ ہونے کی حیثیت سے ماں کا مقام رکھتی ہے۔ وہ بھی با پردہ جارہی ہے حیاءً من عمر اسی طرح قرآن حکیم میں ضرورت کے موقع پر بھی حیا کا دامن پوری طرح تھام رکھنے کا واقعہ موجود ہے۔ جو کہ سورہ القصص میں ہے۔ جب کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مدین کے تالاب سے بنات شعیب علیہ السلام کی بھیڑ بکریوں کو پانی پلایا اور حضرت شعیب علیہ السلام نے ان کو بلانے کے لئے اپنی بیٹی کو بھیجا (اس لئے کہ وہی ان کو پہچانتی تھی) قرآن کریم نے اس آمد [illegible] کی تعبیر صادق یوں فرماتا ہے۔

فجاءته احدٰهما تمشی علی استحیاء (سورہ القصص پارہ نمبر ۲۰ آیت نمبر ۲۵) — پھر آئی اس (موسیٰ علیہ السلام) کے پاس ایک ان میں سے شرم سے چلتی ہوئی۔

نبی کی بیٹی بھی معصوم ہی ہوا کرتی ہے اور جس سے بات کررہی ہے وہ نبی ہونے والا ہے۔ اور نبی قبل از بعثت بھی کبائر سے بالاتفاق معصوم ہوتا ہے مگر بات چیت میں اور آنے میں پورے حیاء کو ملحوظ رکھا جارہا ہے اور تو کیا خود سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس سے کسی عورت کے ہاتھ میں ہاتھ نہیں دیا عائشہ رضی اللہ عنہا قسم کھا کر فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس سے کسی عورت کا ہاتھ نہیں لگایا

افسوس ہے آج سے صرف چند سال پہلے مسلمان عورتیں شہروں میں تو نظر ہی آتی تھیں دیہاتوں میں بھی اگر غربت کی وجہ سے خاوند کے ساتھ محنت و مشقت میں ہاتھ بٹاتی تھیں تو بڑی چادر جس کو چیل کہا جاتا ہے میں اپنے سارے بدن کو ڈھانپ لیا کرتی تھیں۔ ہندو عورتیں بھی جھنڈ نکال کر پھرا کرتی تھیں یہ دور دراز کے سفر اور مخلوط مجلسوں میں جانا یہ تو ان کے لئے موت ہوا کرتا تھا۔ خود امریکہ جیسے ترقی یافتہ ملک میں جب پہلی دفعہ ۱۹۳۰ء میں ایر ہوسٹس کی ہوائی جہازوں کے لئے بھرتی کا اشتہار دیا گیا تو بڑی مشکل سے صرف آٹھ خواتین میسر آئیں اور آج دیکھ لیجئے۔ بے پردگی، بے حیائی کو تہذیب اور شرافت سمجھا جاتا ہے اور یہ بے حیائی اس قدر عام ہے کہ الامان الحفیظ' ایک زمانہ تھا ہمارے دیہات میں عورتیں اپنے کپڑے دھونے کے بعد ان کو کسی بلند پودے کی شاخ پر ڈالنا شرم سمجھتی تھی۔ بلکہ مرد بھی اس کو اپنی ذلت اور بے غیرتی سمجھتا تھا اور آج دیکھ لیجئے کپڑے سینے والے مرد، عورتوں کا ناپ لینے والے مرد، دھونے والے مرد' استری کرنے والے مرد جوتوں کا ناپ۔ سر کے بال کاٹنے والے مرد، یہاں اتنا ضروری ہے کہ اس گناہ میں سب شریک ہیں۔ ایسی کمائی شرعًا کس طرح درست سمجھی جائے گی۔ ابھی کل کی بات ہے جب انگلینڈ کی چرسی فحاشہ کیلر کو رسوا کیا گیا تو انگلینڈ کے تمام درزیوں نے کیلر کی طرز کا لباس لینے سے انکار کردیا۔ نیک نیتی یا بدنیتی کا سوال نہیں قانون قانون ہے۔ اس میں نیک نیتی اور بدنیتی کا کیا سوال؟ کیا صحابہ کرام کی نیت میں فتور تھا یا امہات المومنین کی نیت میں نعوذ باللہ کمزوری تھی۔ کہ صحابہ کرام کو فرمایا۔

واذا سالتموھن متاعا فاسئلوھن من وراء حجاب (پارہ نمبر ۲۲ سورہ الاحزاب ایت نمبر ۵۳) — ترجمہ۔ اور جب تم ان سے کوئی چیز (ضروریات میں سے) مانگیں تو پس پردہ مانگیں

اور ازواج مطہرات کو فرمایا:۔

فلا تخضعن بالقول — ترجمہ پس نرم لہجہ سے بات نہ کریں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو باحیا رکھے اور باحیا ہی دنیا سے اٹھائے آمین

انسان اپنے سارے افعال میں برائے نام فاعل ہے اصل فاعل اللہ تعالیٰ ہی ہے

میاں غلام حسین قلعہ گوجر سنگھ لاہور

انسان اپنی زندگی کے کسی حقیر سے حقیر معاملہ میں جو بھی تدابیر و اسباب اختیار کرتا ہے مسلمان کا یہ مُسلّم عقیدہ کہ وہ نتائج و مقاصد کے حصول میں بالذات قطعی مؤثر و دخیل نہیں ہیں تاثیر بالکل اللہ تعالےٰ کی مشیت اور اس کے اذن پر موقوف ہے۔ رنج و راحت کے ظاہری اسباب ظاہری ہی ہوتے ہیں حقیقی اسباب صرف مسبب الاسباب کی مشیت و ارادہ ہوتے ہیں سگنل کا گرنا اور سُرخ جھنڈی سے گاڑی کا رکنا یہ انتظامی علامات ہیں۔ اصل علت ڈرائیور کا ارادہ یا مشیت ہے ڈرائیور نہ روکنا چاہے تو ہزار جھنڈیاں بھی نہیں روک سکتیں اللہ تعالیٰ نے یہ قاعدہ مقرر فرما دیا ہے۔ کہ جو شخص اسباب اختیار کرے گا وہ مسببات کو ان پر فائز کر دیں گے۔ لیکن کسی وقت ایسا نہ کرنا چاہیں تو اسباب سے کچھ نہیں ہوسکتا اسباب کا نام مصلحت کی وجہ سے ہے۔ ورنہ کرتا سب کچھ اللہ ہی ہے اور نام بندہ کا ہوتا ہے حقیقت میں مؤثر اللہ تعالےٰ ہی ہے۔ اسباب میں تاثیر کی طاقت کہاں۔

دنیا میں ہر فعل کی اصل علت اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اس کا ارادہ ہے۔ اس لئے جس طرح کچھ کام مقررہ اصولوں کے ماتحت مسلسل ہوا کرتے ہیں اسی طرح اللہ تعالےٰ کی قدرت کے ماتحت کچھ کام ان عادی اصولوں سے ہٹ کر بھی ہوسکتے ہیں اور جب اللہ تعالےٰ چاہے تو ایسا ہو جایا کرتا ہے۔ جس طرح دریائے نیل کا چلنا تھوڑی دیر کے لئے موسیٰ علیہ السلام کے لئے بند کر دیا گیا تھا۔ جس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ دریا کا چلنا اور اس کا ٹھہرنا اللہ تعالےٰ کے ارادہ پر منحصر ہے۔ قدم قدم پر انسان کو اُس کی بے بسی کا احساس دلایا جاتا ہے۔ تاکہ وہ خود سر اور مغرور نہ ہو جائے اور سب کچھ اپنی کوشش ہی کا نتیجہ نہ سمجھ لے یہ قدرت کا نظام ہے اور مشیت کی حکمتیں ہیں کہ اس طرح انسان اپنی کوششوں پر بھروسہ کرکے اس ذات سے بے نیاز نہ ہو جائے۔ اللہ تعالےٰ جب کسی انسان پر اپنے قرب کے دروازے کھولنے لگتا ہے۔ تو اس کو اپنی معرفت عطا کر دیتا ہے معرفت قرب سے حاصل ہوتی ہے اور قرب کا ذریعہ عجز ہے۔ کبر نہیں ہے کبر پیدا ہی اس وقت ہوتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل نہ ہو جب یہ یقین ہو جائے کہ اللہ تعالےٰ کن قوتوں کا مالک ہے۔ اور اس کے اختیارات کا دائرہ کتنا وسیع ہے تو انسان کے دماغ میں کبر پیدا ہی نہیں ہوسکتا اور وہ یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالےٰ ہر چیز پر قادر ہے اور جو چاہے کر سکتا ہے اگر اللہ تعالےٰ کی توفیق کا دست اعانت ہماری طرف نہ بڑھے۔ تو ہم لب بھی نہ ہلا سکیں۔

ہر چیز اپنے اثر کے ظہور میں اللہ تعالےٰ کے اذن کی محتاج ہے

یہ عقیدہ بالکل باطل ہے کہ اشیاء کی وجود بخشی کے وقت ہی ان میں اثرات رکھدئے گئے تھے اور اسی راہ سے وہ اثر کرتی ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ کے حکم و امر کی حاجت نہیں ہوتی۔ یا ان میں یہ قوت ہے کہ کبھی بھی اپنے احکام و آثار سے تخلف نہ کریں مخلوق میں فعل کی جو قدرت ہے وہ فعل کے وقت ہی عنائت ہوتی ہے۔ اور اس سے عمل کا صدور ہوتا ہے یہ نہیں کہ فعل کی قدرت پہلے ہی سے مخلوق میں موجود ہے۔ جس کی وجہ سے وہ اپنے افعال پر قادر رہے اور خالق کی محتاج نہیں ہے ورنہ یہ لازم آئے گا کہ تمام مخلوقات وجود میں آنے کے بعد حق تعالےٰ سے مستغنی ہوگئی۔ اور بے پرواہ مستقل بن گئی اور غیر محتاج ہوگئی۔ ارادہ۔ قوت اور فعل سب مخلوق الٰہی ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈال دیا گیا تھا تو اللہ تعالےٰ نے آگ کے اثر احراق کو ضائع کر دیا اور وہ نہ جلے لیکن آگ کو اتنا ٹھنڈا بھی نہ ہونے دیا کہ اس کی برودت آپ کو نقصان پہنچا سکے اللہ تعالےٰ نے ثابت کرکے دکھا دیا کہ آگ اس کے حکم کے بغیر کبھی کسی کو نہیں جلا سکتی۔ خالد بن ولیدؓ نے ایک جنگ کے موقع پر زہر کی پوری شیشی پی لی تھی لیکن ذرا بھر بھی اثر نہ ہوا تھا اللہ تعالےٰ کے حکم کے بغیر اثر ہو بھی کیسے سکتا تھا

فضیل ابن عیاضؒ جن کا مشغلہ بصرہ اور کوفہ کے درمیان رہزنی کرنا تھا ایک دن ایک شخص کی زبان سے قرآن مجید کی ایک آئت سن کر مضطرب ہوگئے اور ان کے جذبات میں انقلاب عظیم آگیا۔ اور تائب ہو کر اسی قافلے کے پاس پہنچے جسے لوٹنے کے لئے تیار کھڑے تھے۔ اور اُسے امن دینے کے بعد ان لوگوں کی تلاش کے لئے نکل کھڑے ہوئے جن کا رخت سفر انہوں نے اس وقت تک لوٹا تھا ایک ایک کا سراغ لگا کر ان کا سامان لوٹا دیا اور طویل مسافت طے کرنے کے بعد ایک یہودی کے پاس پہنچے جب اس سے معذرت خواہ ہوئے تو اس نے اس شرط پر معاف کرنے کا وعدہ کیا کہ اس کے کھیت میں جو ریت کا ٹیلہ تھا اس کو اٹھا کر دریا میں پھینک دیں۔ حضرت فضیل ابن عیاضؒ اس کوشش میں مصروف ہوگئے وہ ریت اٹھا کر دریا میں پھینک رہے تھے کہ قدرت ان کی معاون بن گئی عناصر پر قدرت رکھنے والے قادر و قیوم نے تند و تیز ہوا کو اس خدمت پر مامور کر دیا تھوڑی ہی دیر میں ہوا کے تند و تیز جھونکوں نے ٹیلے کی ریت کو دریا میں ڈال دیا۔ قدرت کی طرف سے حضرت فضیل ابن عیاضؒ کی یہ مدد یہودی کے ایمان لانے کا باعث بن گئی۔

(ماخوذ از نشان راہ۔ روزنامہ کوہستان)

اللہ تعالےٰ قادر ہے ہوا سے جو کام چاہے لے سکتا ہے یہی ہوا ہے جس کے بغیر انسان زندہ نہیں رہ سکتا لیکن اگر اللہ تعالےٰ اس میں تندی اور تیزی پیدا کردیں اور یہ طوفان کی شکل اختیار کر جائے تو پھر ہزارہا انسانوں اور حیوانوں کی ہلاکت کا باعث بن جاتی ہے ہوا کا چلنا یا رکنا یا اس میں تیزی کا پیدا ہونا یہ سب اللہ تعالےٰ کے اختیار میں ہے۔ اسی طرح بارش اندازے کے مطابق ہو تو فائدہ مند اگر زیادہ کثرت سے ہو تو یہی تباہی کا باعث۔ یہ کمی اور بیشی صرف اور صرف حق تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔

اللہ تعالےٰ وسائل کا محتاج نہیں جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جس طرح چاہتا ہے کرتا ہے

اللہ تعالےٰ نے اپنی حکمت بالغہ کے مطابق عالم اسباب میں مسببات کو اسباب سے مربوط فرمایا۔ ہے کہ عموماً اسباب کے اختیار کرنے پر وہ تاثیر پیدا کرتا ہے۔ جس سے سبب معرض وجود میں آتا ہے آنکھ دیکھتی ہے کان سنتے ہیں آگ جلاتی ہے زبان بولتی ہے پانی پیاس بجھاتا ہے۔ لیکن اگر وہ نہ چاہے تو نہ آنکھ دیکھے نہ کان سنیں۔ نہ آگ جلائے نہ زبان بول سکے وہ نہ چاہے تو کچھ بھی نہ ہو۔

ذکریا علیہ السلام کے ہاں اولاد نہ ہوئی تھی آپ بوڑھے ہو چکے تھے۔ بیوی بانجھ تھی ظاہری طور پر اولاد ہونے کی کوئی صورت نہ تھی سارے ذرائع ختم ہو چکے تھے لیکن اللہ تعالےٰ نے یحییٰ علیہ السلام کو ان کے گھر میں پیدا کرکے ثابت کر دیا۔ کہ وہ ہر چیز پر قادر ہے جو چاہے کر سکتا ہے اسباب کے ذریعہ بھی دے سکتا ہے بغیر اسباب کے بھی دے سکتا ہے اسباب اللہ تعالےٰ کے ماتحت

ہیں۔ اللہ تعالےٰ اسباب کا پابند نہیں ہے۔ اس نے آدم علیہ السلام کو بغیر ماں اور باپ کے پیدا کر دیا عیسےٰ علیہ السلام کو بغیر باپ کے پیدا کر دیا اور حوّا علیہ السلام کو بغیر ماں کے آدم علیہ السلام کی بائیں پسلی سے پیدا کرکے دکھا دیا کہ وہ جس طرح چاہے انسان کو پیدا کر سکتا ہے بغیر ماں باپ کے بھی پیدا کر سکتا ہے۔ صرف ماں کے کے ذریعہ بھی کر سکتا ہے اور ماں کے بغیر بھی پیدا کر سکتا ہے۔ اور ماں باپ کے ذریعہ بھی کر سکتا ہے۔ مرد اور عورت کا تعلق ازدواجی قائم ہونیکے بعد یہ ضروری نہیں ہے۔ کہ ان کے ہاں ان کی حسب منشا اولاد پیدا ہو۔ کسی کے ہاں لڑکے ہی لڑکے پیدا ہوتے ہیں۔ کسی کے ہاں لڑکیاں ہی لڑکیاں اور کسی کے ہاں لڑکے اور لڑکیاں دونوں اور کسی کے ہاں نہ لڑکا نہ لڑکی۔ اس سے صاف طور واضح ہو جاتا ہے کہ اولاد کا پیدا ہونا یا نہ ہونا اس مالک الملک کے قبضہ و اختیار میں ہے۔ کوئی دوسرا اس میں دخل نہیں دے سکتا

چاند سورج اور ستارے اللہ تعالےٰ کے مقرر کردہ دائرے کے اندر گردش کرتے رہتے ہیں۔ اس قانون کے خلاف وہ ذرا سی جنبش بھی نہیں کر سکتے۔ اگر اللہ تعالیٰ رات اور دن کا موجودہ نظام درہم برہم کردے تو دوسرا کون ہے جو اللہ تعالےٰ کے موافق پھر رات اور دن قائم کردے۔ مثلاً اگر اللہ تعالیٰ سورج کو طلوع نہ ہونے دے یا اس کے روشنی سلب کرے تو لوگ اپنے کاروبار کے لئے روشنی کہاں سے حاصل کریں اور اگر آفتاب کو غروب نہ ہونے دے تو جو راحت و سکون اور دوسرے فوائد رات کے آنے سے حاصل ہوتے ہیں۔ ان کا سامان کونسی طاقت کر سکتی ہے۔ رہا یہ سوال کہ یہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ کیونکر کی بحث یہاں لاحاصل ہے عقل سے متعلق باتیں اس میدان میں کام نہیں آتیں اس لئے کہ جہاں تک عقل پہنچتی ہے وہاں خدا نہیں ہے اور جہاں خدا ہے وہاں عقل نارسا کی رسائی نہیں ہوتی۔

شیخ بوعلی سینا کے متعلق لکھا ہے۔ کہ ایک روز اس نے اپنے کتب خانہ کی کتابیں دھوپ میں سکھانے کے لئے باہر رکھ دیں اور خود کہیں باہر جانے لگا۔ تو اس کی والدہ نے کہا کہ بیٹا اتنی قیمتی کتابیں یوں ہی بے احتیاطی سے صحن میں ڈال کر باہر جا رہے ہو۔ اگر بارش آگئی۔ تو میں اکیلی ان کو کیونکر سنبھال سکوں گی۔ شیخ نے کہا اماں بارش کا کوئی امکان نہیں اور نہ ہی موسم ہے مطلع بھی ابر آلود نہیں ہے والدہ نے کہا یہ درست ہے۔ مگر خداوند عالم کو پانی برساتے کوئی دیر نہیں لگتی۔ شیخ بولے علم نجوم سے بھی پتہ چلتا ہے کہ ابھی بارش نہیں ہوگی اور مجھے پورا اطمینان ہے ماں نے کہا تمہیں اختیار ہے۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ تمہارا دماغ ملحدانہ ہو چکا ہے۔ جاؤ جو دل چاہے کرو۔ شیخ اپنے علم کی بنیاد پر گھر سے نکل گئے۔ اور بعد ازاں غیر متوقع طور پر بادل کی گھٹا اٹھی اور اتنی برسی کہ تمام جل تھل ہوگئے شیخ نادم ہوئے اور گھر واپس آکر سچے دل سے توبہ کی اور سمجھ لیا کہ خداوند قدوس کی قدرت اور کارفرمائیوں میں کسی کو بھی دخل نہیں

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی کارساز نہیں ہے

اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک لہٗ ہے۔ نہ اس کی ذات میں اس کا کوئی شریک ہے۔ اور نہ صفات میں۔ نہ اس کا کوئی وزیر ہے نہ مشیر نہ اس نے اپنے اختیارات کسی کو تقسیم کئے ہوئے ہیں وہ ہر کام خود کرتا ہے۔ کسی کو براہ راست خود دیتا ہے اور کسی کو دائرہ اسباب کے اندر مخلوق کے ذریعہ دلواتا ہے۔ لیکن اگر وہ نہ دینا چاہے تو پھر کوئی دوسرا نہ دے سکتا ہے۔ نہ دلوا سکتا ہے۔ بابا فرید شکر گنج کے پاس ان کا ایک مرید آیا اور آپ سے درخواست کی کہ فلاں افسر کے نام ایک چھٹی لکھ دیجئے کہ میرا کام کردے۔ آپ نے کوئی لمبے چوڑے القاب نہ لکھے۔ اور نہ ہی کوئی لمبی درخواست لکھی صرف دو فقرے لکھ دیئے کہ میں اس کی حاجت اللہ کے سامنے رکھتا ہوں۔ پھر آپ کے پاس اگر اللہ تعالےٰ آپ کے ذریعہ پوری کردے تو آپ کا مشکور اگر اللہ تعالیٰ مانع ہوں۔ تو پھر آپ معذور۔ اللہ تعالےٰ کے بندے ہر کام میں اسی کو اپنا کارساز سمجھتے ہیں۔

اللہ تعالےٰ چاہے تو کرتے کے ذریعہ مصر سے یوسف علیہ السلام کی خبر یعقوب علیہ السلام کو دیدے اور اگر نہ چاہے تو آبادی کے باہر کوئیں میں پڑے ہوئے کا بھی پتہ نہ دے اللہ تعالےٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے وہ وسائل کا محتاج نہیں ہے مؤثر حقیقی اور کارساز صرف رب العلمین ہے۔ وہ کسی قانون اور ضابطہ کا پابند نہیں ہے۔ وہ جس طرح شاہوں کو نوازنے پر قادر ہے اسی طرح بے وسیلہ گدا کی جھولی موتیوں سے بھر دینے پر بھی قادر ہے طلب ہی حصول مدعا کی دلیل نہیں ہوتی بے طلب بھی گنج گہر ملتے ہیں۔ قدرت ایسی طرفہ کاریاں نہ دکھائے۔ تو اس کی بے نیازی کی شان کیسے ظاہر ہو اور یہ کیسے پتہ لگے کہ اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی کارساز نہیں ہے۔

اسباب و وسائل بالذات مؤثر و علت نہیں

محض انتظامی علامات ہیں

جس طرح ریل کا سگنل گاڑی کے آنے جانے کی انتظامی نشانی ہے۔ گاڑی کا چلنا یا رکنا ڈرائیور کے ارادہ کے تابع ہوتا ہے۔ اسی طرح کائنات کا ہر فعل و اثر بالذات اور بلا شرکت غیرے خدا ہی کے قبضہ میں ہے کائنات سمٰوات وارض میں کوئی بھی مخلوق ایسی نہیں ہے جو اپنے کسی فعل و اثر میں یا نفع و ضرر میں آزاد و مختار ہو جس خالق نے اس کو پیدا کیا ہے وہی بالذات اور براہ راست اس کی ہر ہر حرکت و سکون کا بھی خالق ہے۔ ہر چھوٹی بڑی چیز اور اس کا ہر چھوٹا بڑا فعل بالذات اور بلا شرکت غیرے تمامتر خدا ہی کے قبضہ و اختیار میں ہے۔ اس کی مثال اپنے ہاتھ سے کسی سائل کو پیسہ دینے کی ہے وہ تمہارے ظاہری جسم و ہاتھ کو دیکھتا ہے۔ لیکن جانتا ہے کہ دراصل دینے والے تم ہو یا تمہارا ارادہ ہے۔ جس نے تمہارے ہاتھ کو حرکت دی اور جس کو براہ راست آنکھوں سے وہ قطعاً نہیں دیکھ رہا اگر یہ ارادہ جیب تک آپ کے ہاتھ کو نہ لے جائے اور اس میں سے پیسہ نکال کر فقیر تک ہاتھ کی حرکت کے ذریعہ پہنچانے کا ارادہ نہ ہو تو ہاتھ۔ جیب اور پیسہ کے سارے دکھائی دینے والے اسباب و وسائل موجود ہونے پر بھی ایک پیسہ فقیر تک نہیں پہنچ سکتا پس تمہارے دکھائی دینے والے ہاتھ کی محکومی کا جو تعلق تمہارے نہ دکھائی دینے والے ارادہ کے ساتھ ہے وہی مطالبہ اسلامی توحید اِلٰہ کا ہے۔ کائنات کے سارے ظاہری واسطے محض انتظامی واسطے ہیں اور حقیقی فاعل یا نافع و ضار صرف اور صرف اللہ کی ذات ہے۔ جب یہ ثابت ہوگیا کہ ساری کائنات اور انسان اپنی پیدائش میں ہی نہیں بلکہ اپنے اپنے بقا و قیام کے ہر کام میں ہر آن اور ہر لحظہ اپنے رب حیّ و قیوم کے دست نگر ہیں اور محتاج ہیں وہی ہمارا بھی خالق ہے اور ہمارے ہر فعل کا بھی خالق۔ ہمارا ہر فعل و اثر اس کے ارادہ کے تابع ہے۔ کوئی چیز بھی اس کے ارادہ کے بغیر اپنا اثر نہیں دکھا سکتی وہی ہمارا رازق ہے وہ کسی پر اپنے رحمت کے دروازے کھول دے تو دنیا کی کوئی طاقت بند نہیں کر سکتی اور اگر وہ بند کردے تو کوئی دوسرا کھول نہیں سکتا وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اس کی کارکردگی میں کوئی دخل دے نہیں سکتا۔ اس لئے ہم بندگی۔ سرافگندگی اطاعت۔ فرمانبرداری اور عبودیت کا اظہار صرف اور صرف اُس کے سامنے کریں اُسی کے آگے جھکیں اور اُسی کے سامنے ہاتھ پھیلائیں عبادت اور استعانت میں کسی دوسرے کو اس کے ساتھ شریک نہ کریں۔ شرک سے بڑھ کر دنیا میں اور کوئی گناہ نہیں ہے۔ شرک اللہ تعالےٰ کے نزدیک ناقابل عفو جرم ہے۔ اور بہت بڑا ظلم ہے انسان اگر اللہ تعالےٰ کے سوا کسی اور کے سامنے سر نیاز جھکا کر اپنے تذلل اور تعبد کا ثبوت دے تو وہ یقیناً اس کی مخلوق میں سے ہوگا۔ اس کا ہم جنس ہوگا یا ہم جنس کے سوا کوئی اور مخلوق ہوگی جس کے متعلق اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے۔

باقی صفحہ ۱۶ پر

عقل اور شریعت

سعید الرحمن اعظمی

عقل اور شریعت یہ دو ایسی خصوصیت اور ایسی نعمتیں ہیں جو تمام مخلوقات کو چھوڑ کر صرف انسان کے لئے مخصوص ہیں۔ انسان ہی دنیا کی افضل ترین مخلوق ہے جس کے لئے کائنات کا یہ عظیم نظام قائم کیا گیا۔ اور طرح طرح کے منافع سے اس کو مزین کیا گیا۔

انسان اپنی انہیں دونوں خصوصیتوں یعنی عقل و شریعت کی مدد سے برے بھلے اور نفع و ضرر کے درمیان تمیز کرنے کی صلاحیت کا مالک ہے اس لئے یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے کہ انسان خیر و شر کو پہچانتا نہیں بلکہ سوال صرف یہ ہے کہ وہ شر کو جانتے ہوئے اور گناہ کو گناہ سمجھتے ہوئے بھی اس سے باز کیوں نہیں رہتا اور خیر کی طرف کیوں نہیں مائل ہوتا۔ اور اس کو حاصل کرنے کی پوری ... کوشش کیوں نہیں کرتا۔ کسی انسان کا اس سے بڑا قصور کیا ہو سکتا ہے۔ کہ وہ برائی کو برائی جانتے ہوئے اور اس کے نتائج پر یقین رکھتے ہوئے اس سے بچنے کی کوشش نہ کرے بلکہ اسی میں ملوث رہے۔

ہم اس کے گرد و پیش پر نظر ڈالیں تو یہ بات بالکل صاف نظر آئے گی۔ کہ نیکی اور خیر کی راہ اختیار کرنے والے آج اس دنیا میں بہت کم ہیں۔ لیکن برائیوں میں ڈوبے رہنے والے اور حرام و نجس میں ملوث رہ کر زندگی گزارنے والے انسان بے شمار ہیں۔

یہ ایک بڑا سوال ہے کہ آخر یہ صورت حال کیوں قائم ہے کہ لوگ برائیوں اور گناہوں کا بڑھ کر استقبال کرتے ہیں۔ اور ہر طرح کی مادی دولت سے اس کو خریدنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کو معلوم ہے کہ یہ کام برا ہے اور اس پر عمل کرنے میں مادی نقصان بھی ہے لیکن اس کے باوجود وہ اس سے متنفر نہیں ہوتے اور نیکی کی راہوں کی طرف مائل ہونے کا کسی وقت خیال نہیں آتا۔

مثال کے طور پر آپ ایک تعلیم یافتہ پڑھے لکھے اور سمجھدار مسلمان کو لیجئے جو عقل و شریعت دونوں نعمتوں سے بہرہ اندوز ہو۔ لیکن وہ نماز پڑھنے میں وہ کیفیت اور نشاط اور وہ سرور و لذت نہ محسوس کرتا ہو جو کسی بے مقصد مجلس میں بیٹھ کر فضول اور لا یعنی باتوں، غیبت اور عیب جوئی کرنے میں محسوس کرتا ہو جب کہ اس کو خوب اچھی طرح یہ بات معلوم ہے کہ نماز کا ثواب اور اس کی فضیلت انتہائی عظیم الشان ہے اور یہ کہ لغو اس و غیبت ایک عظیم خطرے کا پیش خیمہ ہے۔

ایک دوسرا شخص جو کسی مفلوک الحال فقیر کے ایک پیسہ کے سوال پر اس کو جھڑک دے اور اپنے گھر کے دروازے یا دکان کے سامنے سے اس کو نکال دیتا ہو۔ لیکن یہی شخص ہزاروں روپے لایعنی چیزوں اور گناہ کے کاموں پر خرچ کرنے میں ذرا بھی اپنے نفس میں تنگی نہ محسوس کرے۔ حالانکہ اس کو فقیر کا سوال پورا کرنے اور نیکی کی راہ میں پیسہ خرچ کرنے کی فضیلت کا اچھی طرح علم ہے اور گناہ کی راہ میں مال برباد کرنے کی شناعت اور برائی سے وہ اچھی طرح واقف ہے

کیا انسان کے خیر سے زیادہ شر کی طرف مائل ہونے میں کسی فطری عمل کا دخل ہے یا اس کی طبیعت کا رجحان برائی کی طرف زیادہ اور نیکی کی طرف کم ہے اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں انسان کا ذکر کرتے ہوئے ایک جگہ فرمایا ہے۔

اِنَّا هَدَيْنَاهُ السَّبِيلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُورًا ہ

(ہم نے انسان کو اس کا راستہ دکھا دیا اب وہ چاہے شکر کا راستہ اختیار کرے یا ناشکری کا،

اس سے معلوم ہوا کہ خیر و شر دونوں کی راہیں انسان کے سامنے ہیں اور دونوں میں سے کسی ایک کو اختیار کرنے میں اس پر کوئی پابندی نہیں ہے۔ جس طرح خیر اور نیکی کی راہ اختیار کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے بالکل اسی طرح برائی کی راہ پر چلنے کا بھی اس کو اختیار ہے۔

البتہ انسان کا نفس چونکہ برائی کی طرف میلان کو بڑھاتا ہے اور شیطان انسان کو ہمہ وقت گمراہ کرنے کی فکر میں مبتلا رہتا ہے اور اس کے سامنے ہر منکر کو معروف بنا کر اور شر کو خیر کی صورت میں پیش کرتا ہے، اس لئے انسان جتنی آسانی کے ساتھ برائی کی طرف مائل ہو جائے گا۔ بھلائی اور نیکی کی طرف اتنی آسانی سے وہ نہیں مائل ہو سکتا۔ اس لئے نفس کی اصلاح کرنے اور اس پر محنت کرنے کے لئے علماء و عارفین نے کئی طریقے بتائے ہیں۔

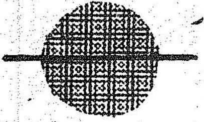
اس نفس کے مقابلے میں اللہ تعالےٰ نے انسان کو عقل جیسی نعمت سے نوازا ہے اس لئے عقل اگر نفس کے تابع نہ ہو تو بلا شبہ انسان نیکی اور خیر کی طرف مائل ہوگا۔ اور اسی کے ساتھ شریعت کے اصول و قوانین اس کی نگاہوں کے سامنے آ جائیں گے۔ جو ہر لمحہ اور ہر موڑ پر اس کی راہنمائی کرتے رہیں گے۔ جس کو ہم دینی شعور سے تعبیر کر سکتے ہیں۔

عقل کی آواز اسی وقت مؤثر بھی ہو سکتی ہے جب انسان کے اندر وہ دینی شعور موجود ہو۔ یعنی جو دین کے بنیادی عقاید پر اس کے ایمان کو پختہ کر سکے۔ جب تک اس دینی شعور کی راہنمائی عقل کو نہ حاصل ہو۔ اس وقت تک محض عقل کی روشنی میں انسان منزل مقصود تک ہرگز نہیں پہنچ سکتا۔

عقل کے ساتھ شریعت کا عمل اور اس کی راہنمائی اتنی ہی ضروری ہے جتنی کہ علم کے لئے عقل کی راہنمائی ضروری ہے۔

دنیا کا کوئی معاشرہ محض عقل کے بل بوتے پر کبھی کامیابی کی منزل نہیں پا سکتا۔ موجودہ دنیا میں علم اور عقل کی فراوانی اور ارزانی ہے لیکن شریعت کا کہیں نام و نشان نہیں آپ دنیا کے دونوں ترقی یافتہ کیمپوں روس اور امریکہ کو سامنے رکھیئے۔ بالکل صاف محسوس ہوگا۔ کہ علم و عقل کے میدان میں ان دونوں ملکوں نے جو ترقی کی ہے اس کو شریعت اور دین کی کوئی راہنمائی حاصل نہیں ہے اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ترقیوں کے باوجود بھی یہ سخت اندھیرے اور انتہائی تاریکی میں ہیں۔ قلب کا اطمینان؛ اور امن و سلامتی مفقود ہی نہیں، بلکہ عنقا ہے ہر وقت لڑائی کے خطرات ان کے سامنے ہیں اور عالمی جنگ کے بھیانک بادل ان کے سروں پر منڈلا رہے ہیں۔

انسان اجتماعی اور انفرادی دونوں حیثیتوں سے عقل اور شریعت کا بیک وقت محتاج ہے موجودہ دنیا کا بگاڑ اور معاشرہ کی خرابی کا سبب صرف یہی ہے کہ عقل موجود ہے لیکن شریعت مفقود، عقل کی روشنی ہر طرف پھیلی ہوئی ہے۔ لیکن شریعت کی راہنمائی سے لوگ محروم ہیں۔



بقیہ:- مقدس خواتین عالم

اور اگر دوسرے حصے چھپاتی تھیں تو سر ننگا رہ جاتا تھا۔ ایک دفعہ دربار رسالت میں تشریف لے گئیں مگر ہجوم دیکھ کر دور سے واپس ہو گئیں، عمر بھر اپنا مکان تعمیر نہ کرا سکیں۔

شادی کے وقت جو جہیز ملا وہ کیا تھا۔ ذرا سنیئے۔ شہنشاہ کونین کی لخت جگر اور نور نظر کو دو مٹی کے گھڑے۔ ایک چھاگل۔ ایک بان کی چارپائی، چمڑے کا ایک گدا (جس میں کھجوروں کی چھال بھری تھی)، ایک پانی بھرنے کی مشک اور دو آٹا پیسنے والی چکیاں۔ بس اتنا سامان آپؓ کو ملا تھا۔

اسی عسرت اور ناداری میں ۲۹ برس کی عمر میں دو جہاں کی نیکیاں اور برکتیں اپنے دامن میں سمیٹے خاتون جنت نے رحلت فرمائی

اِنَّ فَاطِمَةَ سَيِّدَةُ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ

بے شک فاطمہ رضؓ عام جنتی عورتوں کی سردار ہیں۔

اِسلام نے عورتوں کو کیا حق دیا؟

مولانا عبدالرحمٰن نگرامی

مہر عورتوں کا ایک شرعی حق ہے۔ احادیث میں اقلاً دس درہم کی تعداد مقرر کی گئی ہے زیادہ کے لئے کوئی تحدید نہیں کی گئی ہے۔ تعین و تحدید کا حق عورتوں کو حاصل ہے امیر المؤمنین حضرت عمرؓ نے تعداد مہر کی تحقیق کی جب معلوم ہوا کہ حضرت فاطمہ زہراؓ کا مہر (تعداد مشہور) اس قدر ہے تو آپ نے منبر پر چڑھ کر خطبہ دیا۔ اور فرمایا۔ بضعۃ النبیؐ اور جگر گوشۂ رسول کے مہر کی تعداد سے زیادہ کسی کا مہر نہ مقرر ہو جو لوگ اس کے خلاف کریں۔ ان کا اس قدر مال جو انہوں نے اضافہ کیا ہے مسلمانوں کے بیت المال میں داخل ہو۔

ایک عورت نے اسی مجمع میں اس حکم کے خلاف آواز بلند کی۔ اور کہا جب ارشاد خداوندی ہے۔ اٰتَیْتُمْ اِحْدٰھُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْہُ شَیْئًا (اگر تم میں سے کوئی شخص اپنے مال میں سے ڈھیر ڈھیر عورتوں کو دے دے تو پھر اس میں سے کچھ نہ لینا چاہیئے) اس ارشاد کے ہوتے ہوئے امیر المؤمنین کو کیا حق ہے کہ وہ اس اضافہ کو بیت المال میں داخل کرائیں۔ حضرت عمرؓ نے فوراً اسے قبول کر لیا اور بے ساختہ فرمایا۔ امرأۃ اصابت ورجل اخطأ ایک عورت نے سچ کہا۔ اور مرد سے غلطی ہو گئی۔

اس واقعہ سے متعدد نتیجے اخذ کئے جا سکتے ہیں اسلامی تعلیم کے زبردست اثر اور جانشینان پیغمبرؐ کی صداقت پرستی حق پژوہی کی ایک بین دلیل ہے لیکن یہ نتائج ہمارے موضوع سے علیحدہ ہیں۔ اس موقع پر دیکھنا یہ ہے کہ ایک جلیل القدر صحابی امیر المؤمنین... خلیفۃ الرسول کے حکم کے مقابلہ میں ایک معمولی عورت نے کس جسارت کے ساتھ اپنے ایک جائز حق کی حمایت کی اور کامیاب ہوئی۔ یہ واقعہ انقضائے عصر نبوت کے بعد کا ہے لیکن اس سے عجیب تر ایک دوسرا واقعہ ہے۔ خود رسالت پناہ صلعم کے حضور میں ایک معمولی عورت نے اپنے حق کا استعمال کیا اور پیغمبر خدا صلعم کے حضور میں اس کی تصویب فرمائی۔ بریرہؓ ایک لونڈی تھیں حضرت عائشہ صدیقہؓ نے انہیں خرید کر آزاد کر دیا۔ آزادی سے پہلے مغیث نامی ایک غلام کے ساتھ اس کی شادی ہوئی تھی۔ شرعی قاعدہ کے مطابق لونڈیوں کو یہ حق حاصل ہے کہ جب وہ عتق (آزادی) کے بعد اپنے پہلے شوہر کو اگر چاہیں تو جدا کر دیں۔ اور مرضی ہو تو اسی پہلے عقد کو قائم رکھیں۔ بریرہ نے اپنے حق کا استعمال کیا اور مغیث کا نکاح فسخ کر دیا۔ اس کے برعکس مغیث کو ان سے بے حد محبت تھی۔ اس تفریق کے بعد وہ گلیوں میں پریشان پھرا کرتے چیخیں مار مار کر روتے لیکن بریرہؓ نے ان کی۔ آہ و زاری کی کوئی پرواہ نہیں کی۔ اور ان سے دوبارہ عقد کرنے پر راضی نہ ہوئیں۔ جب حضورؐ نے مغیث کی یہ حالت دیکھی۔ تو بریرہ سے فرمایا لو راجعتہٗ یعنی بہتر ہوتا اگر تم ان سے رجعت کر لیتیں۔

بریرہ نے کہا یا رسول اللہ تامرنی پیغمبر خدا کیا آپ مجھ کو حکم دیتے ہیں؟ آپ نے جواب دیا انما اشفع حکم نہیں سفارش کرتا ہوں۔ بریرہؓ نے کہا فلا حاجۃ لی فیہ (مجھے اس کی (مغیث) کی کوئی ضرورت نہیں ہے اب بتاؤ کہ کیا حقوق نسواں کی حفاظت اور استعمال میں اس سے زیادہ آزادی کی ضرورت ہے حقیقت یہ ہے کہ آزادی کی آخری سرحد ہے پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان دیکھو کہ حضور واقف ہو چکے ہیں۔ کہ یہ اپنا جائز حق استعمال کر رہی ہیں۔ اس لئے شروع ہی سے ایسا لہجہ اختیار کیا ہے بہتر ہوتا۔ اگر تم ان سے رجعت کر لیتیں اور بریرہ کا جوش عقیدت و اطاعت کا اس فقرہ سے اندازہ کرو "کیا آپ مجھے حکم دیتے ہیں" یعنی اگر یہ شارع کا حکم ہے تو سرتابی کی جگہ نہیں۔ لیکن اگر محض سفارش ہے تو مجھے اختیار حاصل ہے۔

عورتوں کو شریعت نے ان معاملات (نکاح وغیرہ) میں پوری آزادی دی ہے لیکن ہمارے ملک میں شریعت کے ان احکام پر کون چلتا ہے۔ اگر لڑکیاں ایسا کریں تو ان کو بے حیا اور بے شرم کہا جائے سچ تو یہ ہے کہ اگر حقوق شرعیہ کا استعمال بے حیائی ہے تو یہ بے حیائی ہمارے لئے مایۂ ناز ہے مثال کے لئے یہ دو واقعے کافی ہیں۔ لیکن اس موقع پر ہمارا مذہبی فرض ہے کہ خواتین اسلام کو متنبہ کر دیں کہ وہ اپنے جائز حقوق کے حصول میں رسم و رواج کی پابند نہ ہوں۔ بلکہ اپنے پیش نظر یہ رکھیں کہ خدا اور اس کے رسولؐ نے جو قانون بنایا ہے وہ کیا حکم دیتا ہے اور اسی کے سامنے سر جھکا دیں کہ حقیقی فلاح اور امن و چین اسی میں ہے یہ

مپندار سعدی کہ راہ صفا
تواں رفت جز در پے مصطفےٰ

حدیثِ رسول!

اور عورت صرف اپنے خاوند کے گھر کی نگہبان ہے۔ (مشکوٰۃ)

بقیہ: اسلامی مزاح

دراز قامت نہ تھے یہ تینوں حضرات کہیں جا رہے تھے اور حضرت علیؓ درمیان میں تھے۔ ایک صاحب نے فرمایا کہ علیؓ آپ تو ہمارے درمیان اس طرح لگتے ہیں جس طرح لنا میں نون ہوتا ہے۔ یعنی آپ چھوٹے نظر آتے ہیں۔ حضرت علیؓ نے فوراً فرمایا اگر لنا سے نون نکال دیا جائے۔ تو لا رہ جاتے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ کچھ بھی نہیں۔ اس پر تینوں حضرات خوب محظوظ ہوئے۔

ایک بار جناب اُم المومنین حضرت صفیہ کو کسی نے یہودی کی بیٹی کا طعنہ دیا اس پر آپ بہت اداس اور غمناک ہوئیں حضورؐ تشریف لائے تو آپ نے فرمایا کہ آپ نے طعنہ دینے والی کو کیوں نہ کہا۔ کہ ہاں حضرت ہارون میرے والد، حضرت موسیٰ میرے چچا اور حضرت محمدؐ میرے شوہر ہیں۔ اب بتایئے آپ کس سے کم ہیں۔ اس پر اُم المومنین خوش ہو گئیں۔

حضرت علیؓ کا واقعہ ہے کہ ایک دن آپ زمین پر لیٹے سو رہے تھے۔ اور آپ کا سارا جسم گرد آلود تھا۔ حضورؐ پاس سے گزرے تو مسکرا کر فرمایا "ابوتراب" "مٹی کے باپ" چنانچہ یہ القاب آج تک حضرت علیؓ کے نام کے ساتھ منسوب ہے اور بڑی عزت اور توقیر کا نشان ہے۔

اسی طرح ہجرت کی رات جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت صدیقؓ اکبر کے گھر سے اونٹنی پر سوار ہونے لگے اور توشہ وغیرہ باندھنے کے لئے رسی کی ضرورت پڑی تو حضرت صدیقؓ کی بیٹی حضرت اسماءؓ نے اپنا کمر بند پھاڑ کر دو کر لیا۔ اور ایک رسی کی جگہ دے دیا۔ اس پر حضورؐ نے خوش ہو کر حضرت اسماءؓ کو "ذو النطاقین" فرمایا یعنی دو کمر بند والی چنانچہ یہ القاب بھی حضورؐ کی پیروی میں حضرت اسماءؓ کے لئے عزت کا نشان بن گیا۔

مقدس خواتینِ عالم

(فاخرہ ناز فری)

حضرت آسیہ رضؓ

یہ وہ محترم اور معزز خاتون ہیں جن کی تعریف اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمائی ہے۔ آپ قوم بنو اسرائیل میں تھیں۔ اللہ نے حسنُ و جمال اور خوبیٔ سیرت کی دولت دل کھول کر عطا کی تھی۔ فرعون نے آپ کی نیکی اور حسن و جمال سے متاثر ہو کر شادی کر لی تھی۔ ایک دن وہ فرعون کے ساتھ بیٹھی سیر کر رہی تھیں کہ دریا میں ایک صندوق بہتا ہوا محل کی دیوار کے ساتھ آ لگا۔ فرعون نے اسے کھولنے کی بہت کوشش کی مگر صندوق نہ کھلا۔ تب حضرت آسیہ رضؓ نے خدا کا نام لے کر اسے کھولا تو دیکھا کہ حضرت موسیٰؑ اس میں بڑے اطمینان سے بیٹے انگوٹھا چوس رہے ہیں

آپ کو علم ہو گا کہ نجومیوں نے فرعون کے ایک خواب کی تعبیر بتاتے ہوئے کہا تھا کہ بنو اسرائیل میں ایک لڑکا پیدا ہو گا جو تیری سلطنت کو تہ و بالا کر دے گا۔ فرعون نے اسی وقت یہ حکم دے دیا تھا کہ بنو اسرائیل میں جو بچہ بالخصوص لڑکا پیدا ہو، اسے پیدا ہوتے ہی قتل کر دیا جائے۔ جب موسےٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تو ان کی والدہ نے امرِ ربی کے تحت ایک صندوق میں انہیں بند کر کے دریا کے بہاؤ پر چھوڑ دیا تھا۔ یہ وہی صندوق تھا جسے حضرت آسیہؓ نے کھولا۔ اس طرح فرعون کے گھر حضرت موسےٰؑ کی پرورش کا بندوبست خود خدا نے کر دیا

ایک دفعہ فرعون نے اس مبارک اور مقدس بچے کو قتل کرنا چاہا تو قرآن حکیم کے مطابق حضرت آسیہؓ نے یہ کہتے ہوئے فرعون کو اس ارادے سے باز رکھا!

"یہ میری اور تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اس کو قتل نہ کر۔ ممکن ہے کہ یہ ہم کو نفع دے یا ہم اس کو اپنا بیٹا بنائیں اور وہ نہ سمجھتے تھے۔"

پھر بعد میں جوان ہو کر اللہ کے حکم کی تعمیل میں حضرت موسیٰؑ نے نبی برحق ہونے کا اعلان کیا تو یہ شرف و تقدس حضرت آسیہ رضؓ کو ہی حاصل ہوا کہ وہ سب سے پہلے ان کی رسالت پر ایمان لائیں۔

جب فرعون کو اس بات کا علم ہوا تو اس نے حضرت آسیہؓ کو سخت تکالیف دیں مگر آپ نے دوبارہ کفر قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ اس پاداش میں اس عظیم الشان مومنہ کو کھولتے ہوئے تیل کے کڑاہے میں ڈال کر زندہ جلا دیا گیا۔ چند دن پہلے وہ مصر کی ملکہ معظمہ تھیں، لیکن جب ایمان لائیں تو کفر نے ان کے ساتھ یہ سلوک کیا۔

حضرت فاطمۃ الزہرا رضؓ

جس سال نبی اکرمؐ کو سند نبوّت عطا ہونے والی تھی، اسی مبارک سال میں خاتونِ جنّت حضرت فاطمہ رضؓ ام المومنین حضرت خدیجہ رضؓ کے بطن مبارک سے پیدا ہوئیں۔

بچپن ہی سے آپ نہایت نیک۔ ذہین، با عصمت اور ان تمام خوبیوں کا مجموعہ تھیں جو انسانی علم میں آ سکتی ہیں۔

رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو حضرت خاتونِ جنت سے جتنی گہری محبّت تھی وہ کسی مسلمان سے پوشیدہ نہیں۔ یہاں تک کہ آپ کسی جگہ اسلام کی تبلیغ و اشاعت میں مشغول ہوتے اور اتفاقاً ادھر سے حضرت فاطمہ رضؓ کا گزر ہوتا تو آپ ازراہِ محبّت و شفقت سلسلۂ کلام چھوڑ کر اپنے پاس بلا لیتے اور چادر بچھا کر اپنے پاس بٹھا لیتے۔

کتُبِ احادیث میں یہاں تک لکھا ہے کہ حضورؐ رازداری کی باتیں ان سے کرتے تھے اور وہ ہمیشہ اس امانت کو محفوظ رکھتی تھیں۔

ایک دفعہ حضورؐ نے ازواج مطہرات اور اعزّہ کی موجودگی میں حضرت فاطمۃ الزہرا رضؓ کو بلایا اور چپکے سے ان کے کان میں کچھ کہا جس سے وہ بے اختیار رونے لگیں۔ پھر دوسری بار چپکے سے کچھ کہا تو وہ کھل کھلا کر ہنس پڑیں۔ سب کو حضرت فاطمہ رضؓ کے اس مرتبے اور مقام پر رشک ہوا۔ بعد میں سب ازواج مطہراتؓ نے بڑے اصرار کے ساتھ پوچھا کہ حضورؐ نے آپ سے کیا فرمایا تھا۔ مگر انہوں نے بتانے سے صاف انکار کر دیا۔

حضورؐ کے وصال کے بعد آخر انہوں نے بتایا کہ نبی کریمؐ نے پہلی مرتبہ یہ فرمایا تھا کہ میں اس بیماری میں وفات پا جاؤں گا تو میں رو پڑی اور پھر فرمایا کہ میرے اہل و عیال میں سب سے پہلے تم مجھ سے ملو گی تو میں ہنس پڑی۔

خاتونِ جنّت کو بھی حضور اکرمؐ سے بہت محبت تھی۔ اور اس کے کئی ثبوت بچپن کے واقعات سے ملتے ہیں۔ غزوۂ اُحد میں جب آپ زخمی ہوئے تو اس وقت بھی سیدۃ النساءؓ بڑی بردباری کے ساتھ مرہم پٹی میں مصروف رہیں اور حضور اکرمؐ کے مرض الموت میں بھی آپؓ کی آنکھوں سے چشمے رواں تھے کیونکہ وہ واقف اسرار تھیں۔

اٹھارویں ذی الحج ۲ھ کو کئی کبار صحابہؓ کو انکار کرنے کے بعد سیدۃ النساء رضؓ کا نکاح حضرت علی المرتضیٰ، شیر خدا سے کر دیا گیا۔

شادی کے بعد جس خلوص، پاکیزگی، سادگی اور کفایت شعاری، صبر و توکل اور سلیقے کے ساتھ زندگی بسر کی وہ دنیا بھر کی عورتوں کے لئے روشنی کا ایک مینار ہے۔ درویشانہ زندگی اور فقر و فاقہ کے باوجود کبھی حرف شکایت لب پر نہ آیا۔ دنیا کی ہر بڑی سے بڑی نعمت اُن کے قدموں میں تھی۔ اس کے باوجود کبھی پیٹ بھر کر روٹی نصیب نہ ہوئی اور نہ کام میں ہاتھ بٹانے کے لئے خادمہ موجود تھی۔ چکّی پیستے پیستے ہاتھوں میں چھالے پڑ گئے تھے اور پانی کے مشکیزے لاتے لاتے گردن پر نشان پڑ گئے تھے

حضرت علی کرم اللہ تعالےٰ وجہہ نے ابن اعبد سے کہا! میں تمھیں اپنی اور فاطمہ رضؓ کی کیفیت بتاؤں؟ کہا ضرور! فرمایا! فاطمہ رضؓ کے ہاتھ میں چکّی پیستے پیستے نشان پڑ گیا تھا اور پانی کی مشک ڈھوتے ڈھوتے گردن پر نشان پڑ گیا تھا اور گھر میں جھاڑو دینے سے کپڑے غبار آلود ہو جاتے تھے۔ حضور اکرمؐ کے پاس کچھ خادم آئے تو میں نے کہا! فاطمہ رضؓ! کیا اچھا ہو جو تم اپنے والد بزرگوار سے جا کر ایک خادم مانگ لو۔ فاطمہ رضؓ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئیں تو وہاں بہت سے لوگوں کو باتیں کرتے دیکھا اور واپس آ گئیں پھر دوسرے دن آ کر حضور اکرمؐ نے پوچھا کہ کیا کام ہے؟ فاطمہ رضؓ خاموش رہیں۔ میں نے کہا کہ میں عرض کرتا ہوں۔ بات یہ ہے کہ چکّی پیستے پیستے ان کے ہاتھوں میں اور مشکیزہ اٹھاتے ان کی گردن میں داغ پڑ گئے تھے۔ جب حضورؐ کے پاس خدّام آئے تو میں نے ان سے کہا کہ حضورؐ کے پاس جا کر ایک خادم کا سوال کریں تاکہ یہ اس مشقت سے بچ جائیں جس میں یہ گرفتار ہیں۔ آپؐ نے ان سے فرمایا! فاطمہ! تقویٰ اللہ اختیار کرو، اپنے رب کا فریضہ ادا کرو۔ اپنے گھر والوں کا کام کیا کرو جب سونے لگو تو ۳۳ بار تسبیح (سبحان اللہ) ۳۳ بار تحمید (الحمد للہ) اور ۳۴ بار تکبیر (اللہ اکبر) کہہ کر ۱۰۰ کی تعداد پوری کر لیا کرو۔ یہ ورد تمھارے لئے ایک خادم سے بہتر ہو گا۔

فاطمہ رضؓ نے فرمایا کہ میں اللہ اور اس کے رسول سے راضی ہوں۔

غرض حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں کوئی خادم نہیں دیا۔

زیور اور دیگر سامان آرائش کا تو ذکر فضول ہے کبھی ضرورت سے زیادہ کپڑے نہیں رکھے۔ بعض روایات میں ہے کہ کئی بار ایسا ہوا، کہ دوپٹہ اوڑھے ہوتی تھیں اس سے ستر ڈھانپتی تھیں تو جسم کے دوسرے حصے کھلے رہ جاتے تھے

(بقیہ بر صفحہ ۱۵)

بقیہ مولانا عبید اللہ انور کیساتھ پندرہ دن

کے اس واقعہ پر غور کیجئے کہ ایک دفعہ مولانا ظفر علی خان مرحوم حضرت مدنی رح سے ملنے کے لئے دیوبند تشریف لے گئے رات وہیں قیام کیا۔ حضرت مدنی رح کو پتہ تھا کہ مولانا ظفر علی خان کس درجہ حقہ کے رسیا تھے۔ چنانچہ سحری کے وقت اپنے ایک محلے دار حکیم معفت احمد صاحب کے یہاں سے حقہ مانگ کر لائے اور اور شاید رات کو ہی تمباکو منگا رکھا تھا۔ سحر کے وقت اپنے پڑوس مولانا عزیز گل صاحب کے ہاں گئے وہاں سحری کے وقت نماز فجر سے قبل چائے پیا کرتے تھے۔ حضرت مدنی رح نے جاکر ان کے دروازے پر دستک دی۔ مولانا عزیز گل صاحب نے پوچھا۔ "ابے اتی سویرے کون ہے یہاں؟" اور کیسے پوچھتا ہے؟ حضرت رح نے فرمایا۔ "حسین احمد" مولانا عزیز گل صاحب نے جلدی سے دروازہ کھولا اور معافی مانگی۔ کہ "حضرت! آپ نے کیوں آنے کی زحمت گوارا فرمائی اور اتنی سویرے!" حضرت رح نے فرمایا "کچھ نہیں ذرا سی آگ چاہیئے۔ آپ چونکہ سحری وقت چائے پیتے ہیں۔ اس لئے ذرا آگ کی چنگاری لینے حاضر ہوگیا" چنانچہ انہیں مقصد بتلائے بغیر آگ لے آئے۔ انہوں نے بہتیرا کہا کہ "حضرت! چائے پی لیجئے اور آگ ہم بھیج دیتے ہیں۔ آپ نے کسی کے ہاتھ منگوائی ہوتی یا میں ہی کسی کے ہاتھ بھیج دیتا۔ آپ نے کیوں تکلیف فرمائی۔ آپ چائے پی لیجئے" حضرت رح نے چائے بھی نہ پی۔ اور کچھ بتلائے بغیر معذرت کرکے تشریف لے آئے اور حقہ تازہ کرکے مولانا ظفر علی خان صاحب کے پاس رکھا۔ مولانا ظفر علی خان اٹھے تو حقہ ان کے پاس رکھا تھا۔ وہ گڑگڑانے لگ گئے اور متعجب ہوئے کہ حضرت مدنی رح کے ہاں خلاف توقع یہ حقہ پتہ نہیں کس نے لا رکھا تھا۔ ان کے وہم وگمان میں بھی یہ بات نہ تھی کہ حضرت مدنی رح کا جذبۂ مہمان نوازی اس حد تک بڑھا ہوا ہے کہ خلاف طبیعت باتوں کو بھی مہمان نوازی میں کر گذرتے ہیں۔

۳۹- ایک مہربان میزبان حضرت مدنی رح

ایک دفعہ حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رح نے حضرت والد بزرگوار رح کو سنایا کہ میرا اور حضرت مدنی رح کا کہیں اتفاقاً ساتھ ہوگیا۔ میں تقریر کرکے رات دیر سے سویا۔ صبح کے قریب مجھے نہایت نرم نرم ہاتھوں سے کسی نے دبانا شروع کیا۔ اور میں نیند اور محو ہوگیا۔ دبانے والے نے اور بھی گرم جوشی اور نرم اور گداز ہاتھوں سے دبانا شروع کیا۔ اس دوران میں مجھے خیال ہوا۔ ذرا دیکھیں تو سہی یہ کون مجھ پر اس قدر مہربان ہے کیا جو میں نے نگاہ اٹھا کے دیکھا۔ تو میری حیرت کی حد نہ رہی۔ اور وہم بخود رہ گیا کہ مجھے حضرت مدنی رح دبا رہے ہیں۔ میں نے کہا "حضرت! یہ کیا غضب فرما رہے ہیں۔ میں تو پہلے ہی جہنم میں ہوں۔ اور آپ ہیں کہ مجھے اور جہنم میں دھکے دے رہے ہیں۔ بھلا آپ نے مجھے کیوں نہ سیدھا اٹھا دیا" بڑے نرم اور محبت آمیز لہجے میں فرمانے لگے "کوئی بات نہیں کوئی حرج نہیں۔ میں نے خیال کیا کہ آپ رات بھر تقریر فرمانے کے بعد تھک کر ذرا سستانے کے لئے پڑ گئے ہیں۔ میں ذرا مٹھی بھر دوں تاکہ آپ کی تکان دور ہو جائے اور نماز سہولت سے با جماعت ادا فرما سکیں۔ اور کوئی بات نہیں۔"

بقیہ: درس حدیث

کہ وہ پیدا ہی اس لئے کی گئی ہے کہ انسان اس سے خدمت لے جو چیزیں انسان کی خدمت کے لئے پیدا کی گئی ہیں ان کو مخدوم بنا لینا کہاں کی عقلمندی ہے۔ اب رہے دوسرے انسان تو پیدائش کے لحاظ سے تمام انسان ایک دوسرے کے برابر ہیں۔ پھر اپنے برابر ہی کے سامنے جھکنا اور سجدہ ریز ہونا انسانی خودداری اور شرافت اعلیٰ کے منافی ہے لہٰذا ظاہر ہے کہ انسانی عبودیت کے اظہار کے لئے اگر کوئی ہستی ہو سکتی ہے تو وہ تمام کائنات سے بلند و بالا۔ انسانوں سے ارفع و اعلیٰ تمام مخلوقات کو عدم سے وجود میں لانے والی اور سب کو وجود سے عدم دکھانے والی صرف ذات وحدہٗ لاشریک لہٗ ہی ہو سکتی ہے نہ کہ وہ جو اپنی فنا و بقا میں دوسرے کی محتاج ہو۔ اس لئے مومن کے لئے لازم ہے کہ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ کی غلامی سے بچے اور خالق الکل کے سوا کسی دوسرے کے سامنے نہ جھکے۔ غیر خدا کے سامنے جھکنا تخلیق اور شرافت انسانی کے منافی ہے

بقیہ: اداریہ

امن قائم نہیں ہو جاتا اُس وقت تک ترکی جیٹ بمباروں کے حملے برابر جاری رہیں گے۔ امید ہے یونانیوں کی عقل اب ٹھکانے آگئی ہوگی۔ اگر نہ آئی اور جنگ چھڑ گئی تو اس سے امن عالم کو خطرہ پیدا ہو سکتا ہے۔

اعلان

چٹ پر سرخ نشان قارئین کرام کا چندہ ختم ہونے کی علامت ہوتی ہے چنانچہ ایسے حضرات کی خدمت میں خطوط بھی روانہ کئے جاتے ہیں وہ حضرات جلد چندہ کی رقم ارسال کر دیا کریں تاکہ انکے نام پرچہ جاری رہے اور وہ پرچہ بند ہونے کی شکایت نہ کریں۔

بچوں کا صفحہ

ہمسایہ کے حقوق

مولانا محمد نذیر صاحب عرشی

ہمسایہ کے حقوق کا خلاصہ یہ مشہور کہاوت ہے کہ ہمسایا ماں جایا۔ ایک انصاری کہتے ہیں کہ میں اپنے گھر سے نکلا اور ارادہ یہ تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر زیارت سے مشرف ہوں۔ ایک موقع پر دیکھا کہ آپ کھڑے ہیں اور ایک شخص آپ کی طرف متوجہ ہے میں اس خیال سے کہ اسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ مخفی باتیں کرنی ہوں گی الگ کھڑا ہو گیا۔ اور اتنی دیر تک کھڑا رہا کہ مجھے آپ کے طویل قیام پر ملال ہوا۔ آخر کار وہ شخص چلا گیا تو میں آگے بڑھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا۔ حضورؐ نے فرمایا تم نے اس شخص کو دیکھا۔ جو مجھ سے باتیں کر رہا تھا۔ میں نے عرض کیا جی ہاں فرمایا تم نے معلوم کیا وہ کون تھا۔ میں نے عرض کیا نہیں۔ تو حضورؐ نے فرمایا وہ جبرائیل علیہ السلام تھے اور اس وقت ہمسایہ کے بارے میں مجھے تاکید کر رہے تھے یہاں تک کہ مجھے گمان ہوا کہ وہ عنقریب ہمسائے کو وارث ٹھہرا دیں گے۔

ممتاز ہمسایہ

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمسائے تین طرح کے ہیں۔ ایک وہ جن کا ایک ہی حق ہے اور دوسرے وہ جن کے دو دو حق ہیں تیسرے وہ جن کے تین تین حق ہیں۔ جس ہمسایہ کا ایک ہی حق ہے وہ سب ہمسایوں سے ادنیٰ حقدار ہے یہ ہمسایہ مشرک ہے جس سے کسی طرح کی قرابت نہیں ہے اور جس کے دو حق ہیں وہ مسلمان ہمسایہ ہے کہ اس کے لیئے ایک حق اسلام کا ہے اور ایک حق ہمسائگی کا اور جس کے تین تین حق ہیں اور یہی سب ہمسایوں میں زیادہ ممتاز ہے وہ مسلمان قرابتدار ہے کہ اس کے لئے ایک حق اسلام کا ہے دوسرا ہمسائگی کا تیسرا قرابت کا۔

ہمسائگی کے حقوق

اس کو پہلے سلام کرنا چاہیئے۔ (۲) بیہودہ گوئی سے اس کا ہرج نہ کرنا چاہیئے۔ (۳) اس سے کرید کرید کر حال نہ پوچھا جائے۔ (۴) اس کی بیمار پرسی کرنا چاہیئے۔ (۵) مصیبت میں اس کی دلداری کرنی چاہیئے۔ (۶) اس کی شادی غمی میں شریک ہونا چاہیئے۔ (۷) اس کی خطا سے درگذر کرنا چاہیئے (۸) اپنے کوٹھے سے اس کے مکان میں نہ جھانکنا چاہیئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو بغیر اجازت کسی کے گھر میں نظر ڈالے اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔ (۹) اس کو اپنی دیوار پر شہتیر رکھنے یا پرنالہ بنانے یا نالی نکالنے یا کوڑا کرکٹ پھینکنے سے نہ روکے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک ہمسایہ دوسرے ہمسایہ کو اپنی دیوار میں کھونٹی گاڑھنے سے منع نہ کرے۔ (۱۰) اس کے گھر کا راہ تنگ نہ کرے۔ (۱۱) وہ جو کچھ گھر کو لئے جا رہا ہو اسے گھور گھور کر نہ دیکھے۔ (۱۲) اس کے پردے کی کوئی چیز نظر پڑے تو اس کا حال چھپاتے رکھے۔ (۱۳) آڑے وقت پر کام آئے اور ممکن امداد کرے۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جو شخص خود تو سیر ہو کر کھانا کھائے اور اس کا پڑوسی بھوکا ہے وہ کامل مومن نہیں (۱۴) وہ کہیں گیا ہوا ہو تو اس کے پیچھے اس کے گھر کی خبر رکھے (۱۵) اس کی مخالف بات پر کان نہ لگاتے۔ (۱۶) اس کے ننگ و ناموس سے آنکھیں نیچی رکھے اور اس کے گھر میں مخفی طور پر نظر نہ کرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص بلا اجازت کسی گھر میں نظر ڈالے یا پردہ اٹھائے تو گھر والوں کے لئے یہ جائز ہے کہ اس کی آنکھ پھوڑ ڈالیں ان پر کوئی دیت و قصاص نہیں ہے ایک شخص نے اچانک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں نظر ڈالی حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کی آنکھ میں تیر کا پھل مارنے لگے تھے کہ وہ شخص فوراً پیچھے ہٹ گیا آپ نے فرمایا اگر تو کھڑا رہتا تو میں تیری آنکھ پھوڑ ڈالتا۔ (۱۷) اس کے گھر کی باتیں سننے کے لئے پس دیوار کان نہ لگائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص غیر کی بات چھپ کر سنے جس کا سننا وہ اچھا نہیں سمجھتا اس کے کان میں قیامت کے دن قلعی پگھلا کر ڈالی جائیگی۔ (۱۸) اس کی اولاد پر مہربانی رکھے۔ (۱۹) دین و دنیا کی جس بات کی اس کو خبر نہ ہو اس کی ہدایت کیا کرے۔ (۲۰) اس کو کسی طرح ایذا نہ دے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندہ پورا مومن نہیں جب تک کہ اس کا پڑوسی اس کی ایذا دہی سے محفوظ نہ ہو۔ عقبہ بن عامر سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن سب سے پہلے دو مدعی جو باہم خصومت کریں گے اور ایک دوسرے سے اپنا حق طلب کریں گے دو ہمسائے ہوں گے۔ (۲۱) برتنے کی چیزوں میں اس سے بخل نہ کرنا چاہیئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین چیزیں ایسی ہیں کہ جن کا نہ دینا روا نہیں۔ پانی۔ آگ۔ اور نمک ایک روایت میں یوں بھی آتا ہے کہ اگر تیرا پڑوسی تیرے تنور میں روٹی پکانا چاہے یا اپنا اسباب ایک روز یا نصف روز کے لئے تیرے پاس رکھنا چاہے تو اسے منع نہ کر۔ اچھے پڑوس سے بڑھ کر کوئی اچھی جگہ نہیں اور برے پڑوس سے بڑھ کر کوئی بری جگہ نہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ برکت اور نحوست تین چیزوں میں ہوتی ہے۔

۱۔ عورت ۲۔ مکان ۳۔ گھوڑا۔ عورت کی برکت یہ ہے کہ مہر اس کا تھوڑا ہو اس کا نکاح آسان ہو۔ اس کی عادتیں نیک ہوں۔ اس کی نحوست یہ ہے کہ مہر زیادہ ہو۔ اور نکاح مشکل ہو۔ اور اس کی عادتیں خراب ہوں۔ مکان کی برکت یہ ہے کہ وہ فراخ ہو اور اس کا پڑوس اچھا ہو اور اس کی نحوست یہ ہے کہ تنگ ہو اور اس کا پڑوس خراب ہو۔ گھوڑے کی برکت یہ ہے کہ اصیل ہو اور سدھنے والا ہو اور نحوست یہ ہے کہ سرکش اور تند ہو۔

پرانی بات

ابن المقفع ایک بزرگ گزرے ہیں انہوں نے سنا کہ ان کا پڑوسی اپنے قرض کی ادائگی کیلئے گھر کو بیچ رہا ہے۔ ابن المقفع اس کے گھر کے سائے میں بیٹھا کرتے تھے کہنے لگے اگر یہ مفلسی کے باعث اپنا گھر بیچنے پر مجبور ہو گیا تو میں نے اس کے گھر کے سائے کی کچھ عزت نہ کی یہ کہا اور گھر کی جتنی قیمت بیٹھتی تھی اس کو دیدی اور فروخت کرنے سے باز رکھا۔

ایسے ہی ایک اور بزرگ کا واقعہ ہے کہ انہوں نے گھر میں چوہے بہت ہونے کی شکایت کی کسی دوست نے مشورہ دیا کہ گھر میں بلی رکھیں تو وہ کہنے لگے۔ خوف ہے کہ بلی کی آواز سن کر چوہے پڑوسیوں کے گھروں میں بھاگ جائیں تو گویا جو خرابی میں اپنے لئے گوارا نہیں کر سکتا بڑھ پڑوسیوں کے لئے کروں گا۔

رکھو ہمسائے پر شفقت کا سایہ
کہ ہمسایہ ہے گویا ماں کا جایا

*

نہ ہو جو بات خود تم کو گوارا!
روا اوروں پہ مت رکھنا خدارا!

*

خدام الدین لاہور

چیف ایڈیٹر عبید اللہ انور

The Weekly "KHUDDAMUDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور یجن بذریعہ چٹھی نمبری ۲/۱۶۲۲۱ ۶ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور یجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C. ۲۷۳۰-۲۴۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء

ملفوظات احمد علیؒ

مرتبہ محمد عثمان غنی بی اے

خدا کے فضل و کرم سے نہایت عمدہ طباعت کے ساتھ مجلد مع گرد پوش جدید طرز پر چھپ کر آ گئی ہے۔ جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور مد ظلہ العالی نے پہلے صفحہ پر مندرجہ ذیل دعا لکھی ہے حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات و فرمودات کا یہ حسین گلدستہ آپ کی تقاریر جمعہ و مجالس ذکر ایک اچھوتا انتخاب ہمارے محترم بھائی جناب محمد عثمان غنی صاحب بی اے کی کاوش نظر و فکر کا نتیجہ ہے۔ موصوف نے یہ سعی مشکور اس لئے فرمائی ہے کہ ہمارے وہ احباب جو پورا ذخیرہ خطبات جمعہ و تقاریر مجالس ذکر بالاستیعاب مطالعہ نہیں کر سکتے وہ حضرات بھی حضرت شیخ التفسیرؒ کے ارشادات اور تعلیمات کا خلاصہ اور لب لباب بطور مشتے نمونہ از خروارے ملاحظہ فرما سکیں۔ دعا ہے کہ جس نیک مقصد سے یہ خدمت انجام دی گئی ہے حق تعالیٰ اُسے شرف قبول سے نوازیں اور ملت کو موجودہ حالات میں جو مسائل و مشکلات درپیش ہیں انہیں حضرت شیخ التفسیرؒ ایسے بالغ نظر مفکر اور ولیٔ کامل کے ارشادات کی روشنی میں حل کرنے کی توفیق ارزانی فرمائیں۔

این دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد!

دعا گو و دعا جو

احقر عبید اللہ انور

صفحات ۲۲۴ قیمت تین روپے محصول ڈاک ایک روپیہ کل چار روپے پیشگی بھیجیں۔

ملنے کا پتہ:۔ دفتر انجمن خدام الدین اندرون دروازہ شیرانوالہ۔ لاہور ۸